"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ایڈیٹر
خالد مسعود

جون ۱۹۸۹ء

احسان ۱۳۶۸ھش

جون ۱۹۸۹ء

جلد ۳۶ شمارہ ۶

سالانہ چندہ: تیس روپے ۳۰/- ؛ قیمت فی پرچہ: تین روپے ۳/-

تاریخ طبع ۶ جون ۱۹۸۹ء

ایڈیٹر

خالد مسعود

اس شمارہ میں

کے علاوہ

نظمیں

اور

دیگر مضامین

پبلشر: مبارک احمد خالد؛ پرنٹر: قاضی منیر احمد؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی - ربوہ

اداریہ

بعد میں تاکہ تمہیں شکوۂ ایّام نہ ہو

جون کا مہینہ ہے، گرمی پورے جوبن پر ہے۔ سورج نکلتے ہی حدّت و تمازت گھروں میں دبک بیٹھے رہنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ چلچلاتی دھوپ میں زندگی پژمردہ دکھائی دیتی ہے۔ تعلیمی ادارے بند ہو چکے ہیں۔ اس بلا کی گرمی میں بچوں کے لیئے مدرسوں تک پہنچنا اور واپس آنا ایک ناقابلِ برداشت مشقت ہے شومئی قسمت سے ہمارے مُلک میں بکثرت ایسے سکول موجود ہیں جہاں گرمی کی شدّت و سختی سے بچاؤ کی سہولیات تو درکنار کوئی سایہ دیوار بھی طلبہ کو میسّر نہیں۔ اخبارات میں کُھلے آسمان تلے طلبہ کو مصروفِ تعلیم تصاویر میں دیکھ کر دل میں بڑی دردانگیز کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ بہرکیف گرمیوں کے پیشِ نظر تعلیمی اداروں میں حسبِ دستور امسال بھی تعطیلات ہو گئی ہیں۔

چھٹی کے لفظ سے فوراً ذہن کلّی فراغت اور عدم مشغولیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لیکن طلبہ بھائیوں کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ موسمِ گرما کی چھٹیاں محض تپش اور لُو کے بداثرات سے حفاظت کی غرض سے رائج ہیں اور اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ لکھائی پڑھائی ترک کر کے اوقات کو ضائع ہونے کی کھلی چھٹی دے دی جائے۔

بلکہ یہ ایک مفید اور عمدہ موقع ہے کہ ان دنوں میں نصاب کا اعادہ اور مزید تیاری کی جائے۔ اس لیئے ہر احمدی طالب علم پر لازم ہے کہ وہ حسبِ حالات تفریح اور سیر کے لیئے چند ایّام مختص کر کے بقیہ چھٹیوں میں مطالعہ کو بھرپور انداز میں جاری رکھے اور ٹائم ٹیبل تیار کر کے روزانہ بلاناغہ نہایت مستعدی اور بھرپور نشاط کے ساتھ اس پر کاربند ہو اور غفلت، لاپرواہی اور کسلمندی کو ہرگز نزدیک نہ آنے دے۔

والدین کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مصروف الاوقات رکھنے میں اُن کی اعانت کریں۔ مناسب ماحول مہیّا کریں، کوچنگ کا انتظام کریں یا خود حسبِ گنجائش وقت دیں۔ اس بارہ میں نگرانی رکھیں اور اگر بچّے میں بے توجہی کے آثار نظر آئیں تو بروقت اور بار بار اسکو توجہ دلائیں تاکہ اس کا وقت ضائع نہ ہو۔

جماعتی ذیلی تنظیمیں اور بالخصوص خدام الاحمدیہ طلبہ کے لیئے فری کوچنگ کلاسز کا اہتمام کر کے ایک نہایت مفید اور بابرکت خدمت سرانجام دے سکتی ہیں۔ وسائل کی کوتاہی بھی اس میں مانع نہیں ہو سکتی، صرف آرگنائز کرنے کی بات ہے ـــ ہر حلقہ میں خدام تعلیم کے مختلف مراحل پر تعلیم پا رہے ہیں۔ بڑی کلاسز کے طالب علم چھوٹی کلاسز والوں کو پڑھا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اساتذہ بھی ان دنوں فارغ ہوتے ہیں اُن سے بھی کچھ وقت وقف کرنے کی درخواست کر کے سہولت کے مطابق جگہ اور وقت مقرر کر کے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے ـــ

امید ہے طلبہ بھائی بڑی ہوشمندی اور ذمہ داری سے ان چھٹیوں میں حصولِ علم کے لیئے محنت اور توجہ سے کام لینگے۔

اللہ کرے کہ علم اور معرفت میں کمال پانے کی خدائی بشارت آپ کے حق میں پوری ہو۔ آمین

سچائی اور امانت کو کبھی شکست نہیں ہوا کرتی

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ مئی ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

حضورِ انور نے فرمایا آج اِس رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے اور تمام دُنیا میں مسلمان اِس جمعہ کو نہایت احترام اور جذباتِ تقدس اور عقیدت کے ساتھ مناتے ہیں اور سال بھر میں پڑھی جانے والی نمازوں میں سے یہ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی نماز ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا گزشتہ خطبہ میں مَیں نے آپ کے سامنے توحید کا مضمون چھیڑا تھا کہ توحید میں یہ پیغام ہے کہ اللہ تک پہنچنے سے پہلے دُنیا کے سارے تعلقات اور سارے نظریات کو کالعدم کرنا پڑتا ہے تب انسان خدا تک پہنچنے کا اہل بنتا ہے اور تب حقیقت میں پورے عرفان کے ساتھ وہ اللہ ایک ہے کا نعرہ لگا سکتا ہے گویا ساری دُنیا سے وہ منقطع ہو جاتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا اِس انقطاع کے بعد انسان کے دُنیا سے جو دوبارہ تعلقات قائم ہوتے ہیں وہ رسالت کے ذریعے قائم ہوتے ہیں اور اسی مضمون کو (محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں) میں بیان کیا گیا ہے اِس سے تعلقات کا ایک نیا مضمون پیدا ہوتا ہے۔ رسالت کے بغیر دُنیا سے جو تعلقات ہیں ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ محض فساد ہیں۔ پس جب آپ اللہ تک پہنچتے ہیں اور اگر گردوپیش اور ماحول کو مٹا کر کلیۃً نابود کر دیتے ہیں تو پھر خدا گویا رسالت کے واسطے سے دوبارہ آپ کو اِس دُنیا میں واپس بھیجتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا پہلے بھی مختلف رسول وسیلہ بنے لیکن آج اگر کوئی وسیلہ ہے تو صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اِس وسیلہ سے جو بھی تعلقات عطا ہوں گے ان میں سے ہر تعلق میں آپ کے لئے رسالت کی طرف سے ایک پیغام ہوگا۔

حضورِ انور نے فرمایا اِس مضمون کو جتنا چاہے پھیلاتے جائیں۔ زمین کے کناروں تک نظر ڈالیں وہی تعلقات آپ کو صحیح تعلقات دکھائی دیں گے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے وسیلے سے آپ کو عطا ہوتے ہیں۔ پس توحید کا مضمون ساری دُنیا کو باطل کر کے آپ کی نظر سے غائب کر دیتا ہے۔

اور آپ کو خدا کی طرف لوٹاتا ہے اور خدا کے سوا کوئی ہستی باقی نہیں رہتی۔ پھر خدا کی طرف سے آپ کو دُنیا میں ایسے رستے سے لوٹایا جاتا ہے جو رسالت کا رستہ ہے اور اس رستے سے جو نئے تعلقات عطا ہوتے ہیں اُسی کا نام جنّت ہے۔ تمام دُنیا میں جتنی بھی خرابیاں ہیں وہ ان تعلقات کو چھوڑ کر اُن سے الگ تعلقات قائم کرنے کے نتیجہ میں ہوا کرتی ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک ہم توحید کے مضمون کا عرفان حاصل کر کے اپنی زندگیوں میں ایک نیا انقلاب پیدا نہیں کرتے ہم بنی نوع انسان کے لئے وہ مفید وجود نہیں بن سکتے جس کی خاطر ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ پس یہ جمعہ جو احمدیت کی نئی صدی کے پہلے رمضان کا آخری جمعہ ہونے کے ناطے ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے میں نے سوچا کہ اِس موقع پر آپ کو یہی نصیحت کروں کہ کلمۂ شہادت کے مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم ہو جائیں۔

حضورِ انور نے فرمایا رسالت کی رُوح اور اس کی جان صداقت اور امانت ہے۔ کوئی رسول، رسول نہیں بن سکتا جب تک اس کے وجود کا ذرّہ ذرّہ سچائی پر مبنی نہ ہو۔ اسی طرح اس کے لئے امین ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ دُنیا میں انسان جتنے پیغام دوسروں تک پہنچایا کرتا ہے ان میں ان دُو بنیادی صفات کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ پیغام بگڑ جایا کرتے ہیں۔ پس رسالت کے انتخاب میں خدا کی نظر ایسے وجود پر پڑتی ہے جو سچائی اور امانت میں کامل ہو اور ان دُو پہلوؤں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے مشہور تھے اور سارا عرب گواہ تھا کہ عرب میں ان سے بڑھ کر کبھی سچّا اور امانت دار کوئی بچّہ پیدا نہیں ہوا۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے آپ کو بنی نوع انسان سے جو تعلقات عطا ہوئے ہیں ان میں سے یہ دُو تعلقات ایسے ہیں جن کو سب سے زیادہ اہمیّت حاصل ہے۔ اگر جماعتِ احمدیہ سچائی کو چھوڑ دے تو خطرہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم سچائی کے اعلیٰ معیار پر قائم نہیں رہیں گے۔ اِسی لئے مَیں جب دیکھتا ہوں کہ بچّوں کو مذاق میں بھی ایسا کرنے کا کہا جاتا ہے تو اس سے مجھے صدمہ پہنچتا ہے اور مَیں بچّوں کو پیار سے یہ سمجھاتا ہوں کہ مذاق میں بھی جھوٹ کو استعمال نہ کریں۔ پس آپ جھوٹ کو حرام چیزوں میں سب سے زیادہ حرام سمجھیں اور اس صدی کے سر پر آپ کو جو سب سے بڑا جہاد کرنا ہے وہ جھُوٹ کے خلاف ہے ورنہ آپ رسالت کے ساتھ وفاداری کا حق ادا نہیں کر سکتے کیونکہ تمام بنی نوع انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو تعلقات آپ نے عطا کرنے ہیں ان میں سچائی کو سب سے زیادہ اہمیّت ہے۔

پھر دوسرا حصّہ امین ہونے کا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے اموال، عزّتوں اور پیغاموں کے امین نہیں ہیں تو جوں جوں وقت گزرتا چلا جائے گا ہماری قدریں تبدیل ہوتی چلی جائیں گی۔ اِس لئے آج سب سے زیادہ پیغامِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ضرورت ہے تاکہ انسانی نفس کی ملونی اس پیغام میں شامل نہ ہو، اور پھر اس پیغام کے نتیجہ میں قائم ہونے والے تعلقات کی اور ان تعلقات کی پاکیزگیوں کی

حفاظت کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا امین ہونا ہمارے لئے تقریباً روزانہ آزمائشیں لے کر آتا ہے کیونکہ بعض امانتوں میں ہم بے پرواہ ہو کر خیانتیں شروع کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ بنیادی طور پر جب آپ کسی ایک پہلو سے بھی خائن بننا شروع ہو جائیں تو امین سے آپ کے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی محبت اور عشق پر حرف آجاتا ہے۔

حضور نے فرمایا آجکل تیسری دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسی خیانت کی تصویریں ہیں جو دن بدن زیادہ بھیانک اور مکروہ ہوتی چلی جارہی ہیں۔ زندگی کے کسی پہلو میں کسی جگہ بھی تسکین اور طمانیت نہیں رہی ہے کیونکہ کم و بیش ہر شخص خائن بن چکا ہے۔ خیانت سے بچنے اور امانت پر قائم رہنے کا مضمون غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے تو یہ سوچیں کہ وہ کیوں محبوب وجود بنے۔ یہی دو بنیادی صفات تھیں جن کے ساتھ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تشکیل پائی ہے۔ پس اس خلاصے کو اپنا جزوِ جان بنالیں کیونکہ آپ نے باقی دُنیا کو اور آئندہ آنے والی دُنیا کو بہت سے پیغام پہنچانے اور ان کی نسلوں میں بہت سی نیک خصلتیں منتقل کرنی ہیں۔ آپ کو خدا نے اس صدی کے سر پر کھڑا کیا ہے اور یہ بہت بلند اور ذمہ داری کا مقام ہے۔ پس جمعۃ الوداع کے اس خطبہ میں میں آپ کو سچائی اور امانت کی طرف خصوصیت کے ساتھ بلاتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا امرِ واقعہ یہ ہے کہ آپ امین ہو جائیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں تو دُنیا کی کوئی طاقت آپ سے گزند پہنچنے کے لحاظ سے کوئی خوف نہیں کھاسکتی۔ ہاں یہ خوف کھاسکتی ہے کہ آپ کے وجود میں شامل ان دو قوتوں کے ساتھ آپ نے لازماً غالب آنا ہے کیونکہ سچائی اور امانت کو کبھی شکست نہیں ہؤا کرتی۔

آپ نے فرمایا چند دن قبل سلمان رشدی کے ذلیل ناول کے سلسلہ میں ڈنمارک کے ایک صحافی نے میرا انٹرویو لیا۔ اس ضمن میں اسلام کی امانت اور سلامتی کی بات بھی آئی۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ ایسا جاہل انسان ہے کہ اس نے مغرب کی جہالت اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے انہیں اسلام سے متنفر کرنے کے لئے اس میں یہ لکھا ہے کہ اسلام تو آپ کی روزمرہ کی آزادی میں دخل دینے دیتا ہے اور پھر تمسخر کے ساتھ اس نے اسلامی احکامات میں سے دائیں اور بائیں کے فرق کی باتیں بیان کی ہیں میں نے ان کو تفصیل سے ان احکامات کا فلسفہ بتایا تاکہ انہیں پتہ چلے کہ ان احکامات کے نتیجہ میں کسی کی آزادی پر حرف نہیں آتا بلکہ روزمرہ کی زندگی میں صفائی، پاکیزگی اور فراست پیدا ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ تو مقام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جنہوں نے اس طرح ہمیں انسانیت کی اعلیٰ اقدار سکھائی ہیں اور یہی وہ پیغام ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

اور جیسے تمام دنیا کے مسلمان جانتے تو ہیں لیکن اس حد تک نہیں جانتے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ پیغام ہماری زندگیوں میں داخل ہو جائے۔ اِس پہلو سے آج بدقسمتی سے مسلمان غافل ہؤا پڑا ہے۔ آپ نے اِس قدر کو دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ آپ نے اِس پیغام کی اہمیّت کو اپنی زبان سے نہیں اپنے اعمال سے دنیا کو پہنچانا ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو بھی دوبارہ اس پیغام کی طرف واپس لے کر آنا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ اِس صدی کا سب سے اہم کام ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سچائی، امانت اور اسلام کے حقیقی مفاہیم کی وضاحت کے لئے حجۃ الوداع کے خطبہ سے بعض اقتباسات پڑھ کر سُنائے اور فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان سے جدا ہونے سے پہلے جو آخری نصیحت ہمیں کر گئے ہیں اس کا احترام کرنا ہر عاشقِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہے اس کے بغیر اس کے عشق کا دعویٰ سچّا ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جو دعا مانگی اس کے پیچھے جو جذبہ تھا اس کا آپ تصوّر بھی نہیں کر سکتے مگر جس حد تک تصوّر ممکن ہے اس کو ملحوظ رکھ کر آج آپ اس دعا میں شامل ہو جائیں اور دل کی گہرائیوں سے اس دعا کو عاجزانہ طور پر خدا کے حضور اس طرح پیش کریں کہ گویا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور آپؐ کے ساتھ اس دعا کو دُہرا رہے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج بدقسمتی سے تمام عالمِ اسلام میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس خطبہ حجۃ الوداع کے بالکل مخالف ہے اور اس مضمون کے کلیتہً برعکس صورتِ حال ہمیں مسلمان ممالک کے معاشرے میں دکھائی دے رہی ہے۔ گذشتہ چند سال میں مسلمانوں نے مسلمانوں کی جتنی گردنیں ماری ہیں گذشتہ ہزار سال میں اتنی گردنیں انہوں نے غیروں کی نہیں ماریں اور یہ سلسلہ آج بھی جوش و خروش سے جاری ہے۔

حضور نے فرمایا چونکہ ہم توحید کی صدی میں اِس رنگ میں داخل ہو رہے ہیں کہ بنی نوع انسان کو بھی اُمّتِ واحدہ بنانا ہے اِس لئے اس خطبۃ الوداع کا آج کے مضمون سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس میں ہمارے لئے آئندہ صدی کا ایک عظیم الشّان لائحہ عمل ہے اور اس سے بہتر، اس سے زیادہ حسین اور اصلاحِ نفس کرنے والا کوئی اَور پیغام مَیں سوچ بھی نہیں سکتا پس اِس موقع پر مَیں جماعت کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نصیحت پہنچاتا ہوں اور جس طرح آپؐ نے اس کے بعد فرمایا کہ اے وہ لوگو! جو حاضر ہو اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچاتے چلے جاؤ جو غیر حاضر ہیں اور آگے پھر ان لوگوں تک پہنچاتے رہیں جو غیر حاضر ہیں۔ اسی طرح وہ سب لوگ جو اِس پیغام کو سنتے ہیں یا بعد میں پڑھیں گے یا سُنیں گے اُن سب کو مَیں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اِس پیغام کو آگے پہنچاتے چلے جائیں اور اپنی نسلوں کو نصیحتیں کرتے چلے جائیں کہ وہ ہمیشہ اِس پیغام کو اپنے اخلاق، کردار اور اعمال میں زندہ رکھیں یہاں تک کہ ان کے خون کا ذرّہ ذرّہ اِس بات کی گواہی دے کہ ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی امانت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے ÷

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ایک عظیم الشان رؤیا

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے :۔

"کسی نے پاکستان میں ایسی رؤیا دیکھی ہے جس سے یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ رؤیا ان حالات پر صادق آتی ہے جن حالات میں مَیں نے پاکستان چھوڑا اور پھر خدا کے فضل سے اس سفر کو بہت برکت ملی ہے اور بعد میں جو حالات پیدا ہوئے ان کا نقشہ بھی تفصیل سے اس میں کھینچا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دعاؤں سے، محض خدا کے اعجازی نشان سے دشمن ناکام و نامراد ہوگا۔ ہماری دنیاوی کوششوں کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ اس پہلو سے تمام دنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان پیش خبری کے متعلق دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا نیک انجام جلد جماعت کو دکھائے اور اس کا ہر مبارک پہلو ہم پر پوری طرح صادق آئے"

۱۸۹۳ء (۱) وَرَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنِّیْ اَسْرَجْتُ جَوَادِیْ لِبَعْضِ مُرَادِیْ وَمَا اَدْرِیْ اَیْنَ تَاَهُّبِیْ وَاَیَّ اَمْرٍ مَطْلَبِیْ۔ وَکُنْتُ اُحِسُّ فِیْ قَلْبِیْ اَنَّنِیْ لِاَمْرٍ مِّنَ الْمَشْغُوْفِیْنَ۔ فَامْتَطَیْتُ اَجْوَدِیْ بِاسْتِصْحَابِ بَعْضِ السِّلَاحِ مُتَوَکِّلًا عَلَی اللّٰہِ کَسُنَّۃِ اَھْلِ الصَّلَاحِ۔ وَلَمْ اَکُنْ کَالْمُتَبَاطِئِیْنَ۔ ثُمَّ وَجَدْتُنِیْ کَاَنِّیْ عَثَرْتُ عَلٰی خَیْلٍ قَصَدُوْا مُتَسَلِّحِیْنَ دَارِیْ لِاِھْلَاکِیْ

---

(۱) (ترجمہ از مرتب) اور (ایک مرتبہ) مَیں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مَیں نے کسی مقصد کے لیے جانے کی غرض سے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ہے اور یہ بات مَیں نہیں جانتا تھا کہ کدھر اور کس مقصد کیلئے جانے کی تیاری کر رہا ہوں ہاں مَیں اپنے دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ مَیں کسی بات کے شغف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا ہوں اور مَیں نے کچھ ہتھیار لگا لیے اور صالحین کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے چستی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اسکے بعد مَیں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے جو مسلح ہیں اور مجھے ہلاک

وَتَبَارِی وَکَأَنَّهُمْ یَجِیْئُوْنَ لِاِضْرَارِیْ مُنْخَرِطِیْنَ وَکُنْتُ وَحِیْدًا وَمَعَ
ذَالِكَ رَأَیْتُنِیْ اَنِّیْ لَا اَلْبَسُ مِنْ خُوْذٍ غَیْرَ عُدَدٍ وَّجَدْتُّهَا مِنَ اللّٰهِ کَعُوْذٍ
وَقَدْ اَنِفْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْقَاعِدِیْنَ وَالْمُتَخَلِّفِیْنَ الْخَائِفِیْنَ
فَانْطَلَقْتُ مُجِدًّا اِلٰی جِهَةٍ مِّنَ الْجِهَاتِ۔ مُسْتَقْرِبًا اِرْبِیَ الَّذِیْ کُنْتُ
اَحْسِبُهٗ مِنْ اَکْبَرِ الْمُهِمَّاتِ وَاَعْظَمِ الْمَثُوْبَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ۔
اِذْ رَأَیْتُ اُلُوْفًا مِّنَ النَّاسِ فَارِسِیْنَ عَلَی الْاَفْرَاسِ۔ یَأْتُوْنَ اِلَیَّ
مُتَسَارِعِیْنَ۔ فَفَرِحْتُ بِرُؤْیَتِهِمْ کَالْخَبَّاسِ وَوَجَدْتُّ فِیْ قَلْبِیْ حَوْلًا لِّلْجِعَاسِ
وَکُنْتُ اَتْلُوْهُمْ کَتَلْوِ الصَّیَّادِیْنَ۔ ثُمَّ اَطْلَقْتُ الْفَرَسَ عَلٰی اٰثَارِهِمْ لِاُدْرِكَ
مِنْ فَصِّ اَخْبَارِهِمْ۔ وَکُنْتُ اَتَیَقَّنُ اَنَّنِیْ لَمِنَ الْمُظَفَّرِیْنَ۔ فَدَنَوْتُ مِنْهُمْ
فَاِذَا هُمْ قَوْمٌ دُرُوْسُ الْبِزَّةِ کَرِیْهُ الْهَیْئَةِ مِیْسَمُهُمْ کَمِیْسَمِ الْمُشْرِکِیْنَ۔
وَلِبَاسُهُمْ لِبَاسُ الْفَاسِقِیْنَ۔ وَرَأَیْتُهُمْ مُطْلِقِیْنَ اَفْرَاسَهُمْ کَالْمُغِیْرِیْنَ۔

(بقیہ ترجمہ از مرتب) کرنے کی غرض سے میرے مکان پر چڑھائی کر کے آئے ہیں اور میں تن تنہا ہوں۔ اور ان ہتھیاروں کے سوا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے پناہ کے طور پر دیئے گئے تھے کوئی خود وغیرہ بچاؤ کا سامان میرے پاس نہیں تھا۔ اور میدانِ مقابلہ سے پیچھے ہٹ رہنا اور ڈر کر اندر بیٹھے رہنا بھی گوارا نہ ہوا۔ اس لیئے میں اپنے اس اہم مقصد کے لیئے جو میرے پیشِ نظر تھا اور دین و دنیا کے حق میں بہترین نتائج پیدا کرنے والا تھا اپنی پوری طاقت اور کوشش کے ساتھ تیزی سے ایک طرف چل پڑا۔ اسی اثناء میں اچانک مجھے ہزارہا شاہسوار نظر آئے۔ جو گھوڑوں پر سوار تھے اور نہایت تیزی کے ساتھ میری طرف آرہے تھے۔ میں انہیں دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ گویا مجھے غنیمت ملی ہے۔ اور مجھے اپنے اندر دشمن کے مقابلہ کی طاقت محسوس ہونے لگی۔ اور میں اس طرح پر ان کا پیچھا کرنے لگا جیسے شکاری لوگ شکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس کی حقیقت حال دریافت کرنے کے لیئے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا۔ اور مجھے یقین تھا کہ میں کامیاب ہوں گا۔ پھر میں ان کے قریب ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں کے کپڑے بوسیدہ اور دریدہ ہیں۔ ان کی شکلیں مکروہ ہیں اور ان کی ہیئت مشرکوں کی سی اور لباس بدکردار لوگوں کا سا ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ غارت ڈالنے کے لیئے اپنے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ اور میں پورے غور اور توجہ سے ان کی شکلوں کو دیکھ

وَكُنْتُ اُقَيِّدُ لَحْظِيْ بِاَشْبَاحِهِمْ كَالرَّائِيْنَ وَكُنْتُ اُسَارِعُ اِلَيْهِمْ
كَالْكُمَاةِ۔ وَكَانَ فَرَسِيْ كَاَنَّهٗ يُزْجِيْهِ قَائِدُ الْغَيْبِ۔ كَاِزْجَاءِ
الْحَمُوْلَاتِ بِالْحُدَاةِ۔ وَكُنْتُ عَلٰى طَلَاوَةِ اَقْدَامِهٖ كَالْمُسْتَطْرِفِيْنَ۔
فَمَا لَبِثُوْا اَنْ رَّجَعُوْا مُتَدَهْدِهًا اِلٰى خَمِيْلَتِيْ۔ لِيُزَاحِمُوْا حَوْلِيْ
وَحِيْلَتِيْ وَلِيُتْلِفُوْا ثِمَارِيْ وَيُزْعِجُوْا اَشْجَارِيْ۔ وَلِيَشُنُّوْا عَلَيْهَا
الْغَارَاتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ۔ فَاَوْحَشَنِيْ دُخُوْلُهُمْ فِيْ بُسْتَانِيْ وَ
اُدْهِشْتُ بِاِغْرَاقِهِمْ وَوُلُوْجِهِمْ فِيْهَا فَضَجِرْتُ ضَجَرًا شَدِيْدًا وَّ
قَلِقَ جَنَانِيْ وَشَهِدَ تَوَسُّمِيْ اَنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ اِبَادَةَ اَثْمَارِيْ وَكَسْرَ
اَغْصَانِيْ۔ فَبَادَرْتُ اِلَيْهِمْ وَظَنَنْتُ اَنَّ الْوَقْتَ مِنْ تَخَاشِي اللَّاْوَاءِ۔
وَصَارَتْ اَرْضِيْ مَوْطِنَ الْاَعْدَاءِ۔ وَاَوْجَسْتُ فِيْ نَفْسِيْ خِيْفَةً
كَالضَّعِيْفِيْنَ الْمَزْءُوْدِيْنَ۔ فَقَصَدْتُّ الْحَدِيْقَةَ۔ لِاُفَتِّشَ
الْحَقِيْقَةَ۔ فَلَمَّا دَخَلْتُ حَدِيْقَتِيْ وَاسْتَشْرَفْتُ بِتَحْدِيْقِ

(بقیہ ترجمہ از مرتب) رہا ہوں۔ اور مَیں پہلوانوں اور بہادروں کی طرح تیزی سے اُن کی طرف جا رہا ہوں۔ اور میرا گھوڑا ایسا تیزی سے جاتا تھا کہ کوئی غیب سے اسی طرح پر چلا رہا ہے جیسا کہ حُدی خوان لوگ اونٹوں کو تیز چلاتے ہیں۔ مَیں اس کے قدموں کی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے بھی خوشی محسوس کرتا تھا۔ اس پر اُنہوں نے میری طاقت اور میری تدبیر میں مزاحم ہونے، میرے باغ کے پھلوں کو تلف کرنے اور درختوں کی بیخکنی کرنے اور اُن کو تباہ و برباد کرنے کے لیئے اُن پر غارت ڈالنے کی غرض سے فوراً لوٹ کر میرے باغ کی طرف رُخ کیا۔ اُن کے میرے باغ میں داخل ہونے اور گھس جانے کی وجہ سے مَیں گھبرایا اور مجھے سخت تشویش اور بے چینی پیدا ہوئی۔ اور میری فراست نے بتایا کہ وہ لوگ میرے باغ کے پھلوں کو تباہ کرنا اور شاخوں کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔ اس لیئے مَیں دوڑ کر اُن کی طرف بڑھا اور مَیں نے سمجھا کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اور میری زمین کو دشمنوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے۔ اور مَیں کمزور اور خوفزدہ لوگوں کی طرح اپنے دل میں خوف محسوس کرنے لگا۔ سو اِس بنا پر مَیں حقیقتِ حال معلوم کرنے کی غرض سے اپنے باغ کی طرف چل پڑا۔ اور جب مَیں اپنے باغ میں داخل ہوُا اور غور سے اُس میں نگاہ ڈالی اور

حَدَقَتِی وَاسْتَطْلَعْتُ طَلْعَ مَقَامِهِمْ رَأَيْتُهُمْ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ فِي بُحْبُوحَةِ بُسْتَانِي سَاقِطِيْنَ مَصْرُوْعِيْنَ كَالْمَيِّتِيْنَ ۔ فَأَفْرَخَ كَرْبِي وَأَمِنَ سِرْبِي وَبَادَرْتُ إِلَيْهِمْ جَذِلًا وَّبِإِقْدَامِ الْفَرِحِيْنَ ۔ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُمْ وَجَدْتُّهُمْ أَصْبَحُوْا فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدٍ مَيِّتِيْنَ ذَلِيْلِيْنَ مَقْهُوْرِيْنَ سُلِخَتْ جُلُوْدُهُمْ ۔ وَشُجَّتْ رُءُوْسُهُمْ وَذُعِطَتْ حُلُوْقُهُمْ وَقُطِعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَصُرِعُوْا كَالْمُمَزَّقِيْنَ ۔ وَاغْتِيْلُوْا كَالَّذِيْنَ سَقَطَ عَلَيْهِمْ صَاعِقَةٌ فَكَانُوْا مِنَ الْمُحْرَقِيْنَ ۔ فَقُمْتُ عَلٰى مَصَارِعِهِمْ عِنْدَ التَّلَاقِي وَعَبَرَاتِي يَتَحَدَّرْنَ مِنْ مَّاقِي وَقُلْتُ يَارَبِّ رُوْحِي فِدَاءُ سَبِيْلِكَ لَقَدْ تُبْتَ عَلَيَّ ۔ وَنَصَرْتَ عَبْدَكَ بِنُصْرَةٍ لَّا يُوْجَدُ مِثْلُهٗ فِي الْعَالَمِيْنَ ۔ رَبِّ قَتَلْتَهُمْ بِأَيْدِيْكَ قَبْلَ أَنْ قَاتَلَ صِرْعَانِ ۔ وَحَارَبَ حِتْنَانِ ۔ وَبَادَرَ قِتْلَانِ ۔ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَلَيْسَ مِثْلُكَ فِي النَّاصِرِيْنَ ۔ أَنْتَ أَنْقَذْتَنِي وَنَجَّيْتَنِي وَمَا كُنْتُ أَنْ أَنْجُو مِنْ هٰذِهِ الْبَلَايَا

(بقیہ ترجمہ از مرتب) اس میں ان کے مقام کی جگہ دریافت کرنے لگا تو میں نے دور ہی سے دیکھا کہ وہ میرے باغ کے درمیانی صحن میں گرے پڑے اور مُردوں کی طرح بچھڑے پڑے ہیں۔ اس پر میری گھبراہٹ جاتی رہی۔ اور مجھے اطمینانِ خاطر حاصل ہو گیا۔ اور میں نہایت خوشی کے ساتھ تیزی سے اُن کی طرف بڑھا اور جب میں اُن کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ سب کے سب یکدم ذلّت کی حالت میں اور موردِ غضبِ الٰہی بن کر اس طرح پر مر گئے جیسے ایک شخص کا مرنا واقع ہوتا ہے اور اُن کے چمڑے اُتارے گئے اور اُن کے سروں کو کچل دیا گیا اور اُن کے گلوں کو کاٹ دیا گیا۔ اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور پارہ پارہ کر کے پھینک دیئے گئے۔ اور یکدم اُن پر ایسی تباہی آئی جیسے کسی قوم پر بجلی گر کر ایک ہی دم میں اُسے نابود کر دیتی ہے۔ اور وہ بھسم ہو گئے۔ اس کے بعد میں اُن کی ہلاکت کی جگہ پر جہاں وہ مقابلہ کے لئے اکٹھے ہوئے تھے کھڑا ہوا اور میری آنکھوں سے آنسو کثرت سے بہہ رہے تھے۔ اور میں نے (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا کہ اے میرے ربّ میری جان تیری راہ پر فدا ہو تو نے مجھ ناچیز پر خاص کرم فرمایا ہے اور اپنے بندہ درگاہ کی وہ نصرت فرمائی ہے جس کی نظیر اقوام میں نہیں مل سکتی۔ اے میرے ربّ تُو نے پیشتر اس کے کہ دو فریق باہم جنگ کرتے اور دو حریف کارزار کو عمل میں لاتے اور دو مردِ میدان کارزار میں کارفرما ہوتے اپنے

لَوْلَا رَحْمَتُكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ـ ثُمَّ اسْتَيْقَظْتُ وَكُنْتُ مِنَ الشَّاكِرِينَ الْمُنِيبِينَ ـ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ـ

وَأَوَّلْتُ هٰذِهِ الرُّؤْيَا إِلَى نُصْرَةِ اللّٰهِ وَظَفَرِهِ بِغَيْرِ تَوَسُّطِ الْأَيْدِي وَالْأَسْبَابِ ـ لِيُتِمَّ عَلَيَّ نَعْمَاءَهُ وَيَجْعَلَنِي مِنَ الْمُنْعَمِينَ ـ وَالْآنَ أُبَيِّنُ لَكُمْ تَأْوِيلَ الرُّؤْيَا لِتَكُونُوا مِنَ الْمُبْصِرِينَ ـ فَأَمَّا شَجُّ الرُّءُوسِ وَذَعْطُ الْحُلُوقِ فَتَأْوِيلُهُ كَسْرُ كِبْرِ الْأَعْدَاءِ وَقَصْمُ إِزْدِهَائِهِمْ وَجَعْلُهُمْ كَالْمُنْكَسِرِينَ ـ وَأَمَّا تَقْطِيعُ الْأَيْدِي فَتَأْوِيلُهُ إِزَالَةُ قُوَّةِ الْمُبَارَاتِ وَالْمُمَارَاتِ وَإِعْجَازُهُمْ وَصَدُّهُمْ عَنِ الْبَطْشِ وَحِيَلِ الْمُقَاوَمَاتِ وَانْتِزَاعُ أَسْلِحَةِ الْهَيْجَاءِ مِنْهُمْ وَجَعْلُهُمْ مَخْذُولِينَ مَصْدُودِينَ وَأَمَّا تَقْطِيعُ الْأَرْجُلِ فَتَأْوِيلُهُ إِتْمَامُ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَسَدُّ طَرِيقِ الْمَنَاصِ وَتَغْلِيقُ أَبْوَابِ الْفِرَارِ وَتَشْدِيدُ الْإِلْزَامِ عَلَيْهِمْ وَجَعْلُهُمْ كَالْمَسْجُونِينَ وَهٰذَا فِعْلُ اللّٰهِ الَّذِي قَادِرٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ ـ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْزِمُ مَنْ يَشَاءُ ـ وَيَفْتَحُ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَا كَانَ لَهُ أَحَدٌ مِنَ الْمُعْجِزِينَ ـ

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۸-۵۸۱)

(بقیہ ترجمہ از مرتب) ہاتھوں سے ان کو قتل کر دیا۔ تُو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور تیرے جیسا کوئی مدد دینے والا نہیں ہے۔ تُو نے ہی مجھے بچایا اور مجھے نجات بخشی۔ اے ارحم الراحمین اگر تُو رحم نہ کرتا تو ممکن نہ تھا کہ میں ان بلاؤں اور آفات سے نجات پاتا۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور میں اُس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا اور اُس کی طرف میری روح جھکی ہوئی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف ہے جو تمام مخلوق کا ربّ ہے۔

اور میں نے اس رؤیا کی یہ تعبیر کی کہ اس میں ظاہری اسباب اور انسانی کوششوں کے دخل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور کامیابی کی بشارت ہے اور یہ کہ وہ مجھ پر اپنے انعام کو کامل کرنا اور مجھے اپنے فضلوں میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ اب میں تمہاری بصیرت افزائی کے لئے اس رؤیا کی تعبیر کھول کر بتاتا ہوں۔ اس میں سر کو کچلنے اور گلا کاٹنے سے مراد دشمن کے تکبر کو اور ان کے فخر و غرور کو توڑنا اور اُن میں انکسار پیدا کرنا ہے۔ اور اُن کے ہاتھوں کو کاٹنے سے مراد اُن کی مقابلہ کی قوّت کو مٹانا، انہیں عاجز

کر دینا اور چیرہ دستی سے اور مقابلہ کرنے سے روکنا اور اُن سے لڑائی کے ہتھیار چھین لینا اور انہیں لستگی اور بے چارگی کی حالت میں کر دیتا ہے۔ اور پاؤں کاٹنے کے معنے اُن پر اتمام حجت کرنا اور بھاگ سکنے کی تمام راہیں اور فرار کے تمام دروازے بند کرنا اور انہیں پورے طور پر ملزم کرنا اور قیدیوں کی طرح کر دیتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہر ایک بات پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے شکست دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور اُسے کوئی روک نہیں سکتا ⁂

ضروری تصحیح

ماہنامہ "خالد" کے فروری، مارچ کے شمارہ میں محترم مرزا خلیل احمد صاحب قمر کے مرتبہ مضمون "حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب" میں

۱۔ بعض واقعاتی غلطیاں ضبطِ تحریر میں آگئی ہیں۔ محترم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب نے انگلش کے مضمون میں ایم اے کیا تھا جبکہ مضمون مذکورہ بالا میں ایم اے انگلش لکھا گیا ہے۔ اور ایم اے گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا نہ کہ علی گڑھ یونیورسٹی سے۔ اور یونیورسٹی بھر میں اوّل آئے تھے مگر فسٹ ڈویژن نہ تھی۔

۲۔ نیز صفحہ ا پر "احمدی فوجی افسران کی تاریخی قربانیاں" کے زیرِ عنوان انہوں نے محترم محمد شمس الحق صاحب کے بارہ میں لکھا ہے کہ ایک معرکہ میں جاں بحق ہو گئے۔ محترم فلائٹ لفٹیننٹ (ریٹائرڈ) خدا تعالیٰ کے فضل سے بقیدِ حیات ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ ادارہ انتہائی معذرت خواہ ہے ⁂

پرفیوم اسپرے بنانے کا طریقہ۔ بقیہ صفحہ ۴۴

اندر نہیں جاسکے گی۔ نلی دبانے سے اس کا لاک ہٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے پرفیوم اسپرٹ آسانی سے اندر اور باہر آجاسکتی ہے۔

کنسنٹریٹڈ پرفیوم کا اچھا ہونا ضروری ہے۔ یہ پرفیوم کی دکانوں پر امپورٹڈ پرفیوم چارلی، ٹی روز بروٹ پوڈ فشی میں مل جاتی ہیں۔ آپ بازار سے جو پرفیوم سوا ڈیڑھ سو روپے میں خریدتے ہیں وہ آپ نے خود تیار کی تو اس پر پچیس روپے کی لاگت آئے گی۔

(بشکریہ اخبارِ خواتین ۱۷ تا ۲۴ نومبر ۱۹۸۷ء)

قارئین خالد سے

گزارش ہے کہ وہ رسالہ کو پڑھ کر اپنے تاثرات ایڈیٹر کے نام ارسال کریں جو آپ کے نام پر رسالہ میں شائع کیے جائیں گے۔ نیز آپ رسالہ کے لیے اپنے مضامین اور منظوم کلام بھی ارسال کریں۔

(ایڈیٹر)

قرآنِ مجید کو کامل صورت میں پیش کرنا

جماعتِ احمدیہ کی عظیم ترین کامیابی ہے

(محترم مولانا محمد منور چوہدری صاحب)

شجر احمدیت قرآن مجید کی گٹھلی سے نمودار ہوا ہے۔ اِس جماعت کے مقدس بانی قرآن کریم کے عاشق تھے اپنے دعویٰ سے پہلے بھی وہ قرآن مجید کی حقانیت اور عالمگیریت ثابت کرنے کے لئے سینہ سپر رہے اور دعویٰ کے بعد بھی ان کا مقصدِ وحید قرآن مجید کے حُسن وجمال کا اظہار اور باقی تمام الہامی کتب پر اس کی فوقیت و افضلیت نمایاں کرنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس عظیم الشان مشن کو جاری رکھنے کے لئے آپ کو ایک پُرجوش اور قربانی کرنے والی جماعت عطا فرمائی جو آپ کے علمِ کلام کو نہایت عمدگی سے اقوامِ عالم تک پہنچانے میں دن رات مصروف ہے۔ آپ کا ہر جانشین اِس میدان میں قدم آگے سے آگے بڑھا رہا ہے اور جماعت ان کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار جان و مال پیش کرتی چلی جا رہی ہے۔ پہلے جانشین نے اپنی وصیت میں لکھا کہ قرآن مجید کا درس جماعت میں جاری رہے۔ دوسرے جانشین کے بارہ میں الٰہی پیشگوئی تھی کہ وہ کلام اللہ کے شرف کو ظاہر کرے گا۔ تیسرے جانشین نے خدائی اشاروں کے ماتحت اِس سکیم کا اعلان فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ قرآنِ مجید کے تراجم ایک سو بڑی بڑی زبانوں میں شائع کرنے کا اہتمام کرے گی۔ اَب چوتھے جانشین نے یہ خوشخبری سُنائی ہے کہ ایک سو بیس زبانوں میں قرآنِ مجید کے اہم حصّوں کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور یہ کام دن رات ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ اِس میں سُرعت اور تیزی پیدا کرنے کے لئے کمپیوٹروں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے اور اِس سلسلہ میں جو نئی سے نئی سائنسی ایجادات ہوں گی ان سب سے خدمت لی جائے گی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے عربی زبان کو دُنیا کی تمام قدیمی زبانوں کا منبع اور سرچشمہ قرار دیا اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "منن الرحمٰن" میں وہ پختہ اصول بیان فرمائے جو عربی زبان کو اُمّ الالسنہ ثابت کرتے ہیں۔ جماعت کے ایک ممتاز محقق حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے ان اصولوں کی روشنی میں اِس میدان میں نمایاں پیش رفت کر کے دُنیا کی کئی زبانوں کو عربی کی بگڑی ہوئی صورت ثابت کر دیا ہے۔ یہ سلسلہ مزید ترقی کرے گا اور تمام دُنیا کے محقق اور دانشور عربی زبان کی بنیادی

پوزیشن کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے اور پُرانی غلطیوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

قرآن مجید کا بنیادی نکتہ "تقویٰ" ہے۔ اسی بیج کو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی جماعت میں بویا ہے۔ اس بیج کی آبیاری اور نشوونما کے لئے آپکے تمام جانشین ہمہ وقت مصروف ہیں۔ جماعت اس کی اہمیت کو سمجھتی ہے۔ آئندہ نسلوں کے دلوں میں شجرِ تقویٰ لگانے اور اسے پروان چڑھانے کے لئے تمام ذرائع بروئے کار لائے جا رہے ہیں متقی لوگوں کی ایک بڑی کھیپ تیار کی جا رہی ہے جو قرآنی نور کو اپنے سینوں میں جاگزیں کر کے اقوامِ عالم کو اس سے منوّر کرے گی۔ گزشتہ ایک صدی کے حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ جماعت کی بقاء، سالمیت، اتحاد اور ترقی اسی تقویٰ کی مرہونِ منّت ہے۔

جماعتِ احمدیہ شروع ہی سے قرآن مجید کو کامل صورت میں پیش کرتی چلی آئی ہے۔ اس کے ہر پہلو کے اثبات کے لئے اتنے شواہد و بیّنات پیش کئے گئے ہیں جو کسی شک و شبہ کی گنجائش رہنے نہیں دیتے انسانی زندگی کے ہر موڑ پر قرآنی روشنیوں کے مینار کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ اب کسی انسان کے لئے گمراہی کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ دُنیوی زندگی تو الگ رہی اُخروی حیات کی حقیقت واضح کرنے کے لئے اتنی مشعلیں جلا دی گئی ہیں کہ جن سے انسانی رُوح قیامت تک اکتسابِ نور کرتی چلی جائے گی۔

قرآنی صداقتوں کے اظہار کے لئے امن، محبّت اور علمی تحقیق کا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اقوامِ عالم کے لئے امن کے سفید جھنڈے کو پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اب دینی جنگ و جدال کا وقت نہیں نہ تنگ نظری اور تعصب کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکیں گے۔ موجودہ ایجادات، نئی روشنی کی تحقیقات اور سائنسی تجربات و انکشافات انجام کار قرآنی صداقتوں کی تائید میں دلائل و براہین کا اتنا بڑا انبار لگا دیں گے کہ عقلِ انسانی اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جائے گی اور خدا کی یہ آخری کتاب فاتح اور غالب نظر آنے لگے گی۔

جماعت کے مذہبی رہنماؤں نے قرآنی صداقتوں کی تخم ریزی کے لئے کسی ایک ملک کو ترجیح نہیں دی۔ ان کو مشورہ بھی دیا گیا کہ پہلے ہندوستان میں جماعت کی جڑیں مضبوط کر لی جائیں پھر باہر کا رُخ کیا جائے لیکن قرآنی نور سے رہنمائی حاصل کرنے والے ان تمام پیشواؤں نے ان آسمانی تعلیمات کو کسی ایک خطّہ کے لوگوں سے مخصوص کرنے سے ہمیشہ انکار کیا اور جہاں تک ان کے بس میں تھا اس نور کو پھیلانے اور بکھیرنے میں پوری فیاضی سے کام لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن سے دلی وابستگی رکھنے والے افراد بہت سی اقوام میں پائے جانے لگے ہیں ان کا دائرہ مزید وسیع ہوگا اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ قرآنی نور نہ شرقی ہے نہ غربی۔ جوں جوں جماعتِ احمدیہ بین الاقوامی رنگ اختیار کرتی جا رہی ہے یہ حقیقت زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی جا رہی ہے کہ قرآن مجید کی پاک کر دینے والی اصولی تعلیم تمام قوموں کو ایک وحدت میں بدل دے گی۔ اتحاد میں تنوّع ہوگا اور تنوّع کے باوجود سبھی ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہوں گے۔ قوموں کی انفرادیت بھی قائم رہیگی اور ان کی یگانگت میں بھی فرق نہیں آئے گا۔

کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ صرف گفتار کی غازی نہیں کردار پر بھی اس کی نظر ہے۔ جماعت کا ہر رہنما اپنے آپ کو اس امر کا پابند گردانتا ہے کہ وہ جماعت کے ہر فرد کی عملی زندگی میں داخل ہوکر اس پر اثر انداز ہو۔ اس کے لئے افراد پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ امام وقت سے ذاتی رابطہ بذریعہ خط وکتابت رکھیں۔ مرکزی جلسوں اور اجتماعات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ امام وقت خود مختلف ملکوں کے دورے کرتے ہیں اور باہم روابط کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان ساری مساعی کا مرکزی نکتہ یہی ہوتا ہے کہ ہر رکن کی روحانی ترقی کا جائزہ لے کر اُس کے تقویٰ کو مزید صیقل کیا جائے تا وہ قرآن مجید کی عملی تصویر بنے اور اس طرح ایک قرآن کے ساتھ ساتھ دُنیا کے سامنے لاکھوں کروڑوں چلتے پھرتے قرآن پیش کئے جا سکیں۔

کمال کا دعویٰ تو عبث ہے۔ اس سے انسانی جدّوجُہد کُلّی طور پر رُک جاتی ہے لیکن ہم یہ بات بلا خوفِ تردید کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک نمایاں روحانی انقلاب سے عبارت ہے۔ قومی تفاخر اور رنگ و نسل کا امتیاز اس جماعت نے کم کیا ہے۔ مذہبی رسوم جن کا دین سے درحقیقت واسطہ نہیں ہے رُو بہ زوال ہیں۔ جھوٹ، بدظنّی، غیبت اور طلبِ دُنیا سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا جاتا ہے۔ بجز ان امور کے جن کا تعلق وسیع تر عالمی نظام سے ہے۔ قرآن کی حکومت کو ظاہراً و باطناً قائم کیا جا رہا ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس وقت دُنیا میں جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں کوئی ایسی جماعت پیش نہیں کی جاسکتی جس نے قرآن مجید کی اس رنگ میں خدمت کی ہو۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کی عالمی سطح پر کوششوں کے نتیجہ میں ایک ایسا عالمی خوشگوار انقلاب پیدا ہوا ہے جو دُنیا کے دانشوروں، صحافیوں، مصنّفوں اور محقّقوں کو آہستہ آہستہ صحیح قرآنی تعلیم کی طرف لا رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کام شروع ہوا تھا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی تصنیفات بیرونی ملکوں میں بھجوائی تھیں اس کے نتیجہ میں مصر کے مفتی محمد عبدہ نے وفات عیسیٰؑ کا اقرار کیا بلکہ ان کی کشمیر میں قبر کی موجودگی کو بھی مستبعد نہ سمجھا۔ پھر ان کے شاگرد علامہ رشید رضا نے اس کا اقرار کیا۔ ان کے بعد الشیخ احمد مصطفیٰ المراغی، الشیخ محمود شلتوت، الشیخ محمد الغزالی الازہری نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا کھُلم کھُلا اعتراف کیا۔ ان کی تحریرات سے متاثر ہو کر ڈاکٹر محمد اسد نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں اس کا اعلان کیا۔ مشرقی افریقہ کے شیخ عبداللہ صالح الفارسی نے موتِ عیسیٰؑ کا فتویٰ دیا۔ جنوبی افریقہ کے مشہور عالم جناب احمد دیدات وفاتِ عیسیٰؑ کے پُرجوش مبلّغ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اپنی ذات میں ایک اہم نکتہ تھا لیکن اس کے ثابت ہو جانے کا ایک عمومی اثر یہ ہوا کہ علماء اور دانشوروں کی توجہ جماعت احمدیہ کی تحریرات و تصنیفات کی طرف مبذول ہو گئی۔ عوامی تاثر بھی یہی ہونا تھا کہ جن کی ایک بات سچّی ہے ان کی دوسری باتیں بھی حقیقت پر مبنی ہوں گی۔ ہوا بھی یہی کہ بہت سے لوگوں نے غور و فکر شروع کر دیا۔ ان میں سے کچھ جماعت کا حصہ بن گئے اور کچھ تحقیقات میں مصروف ہیں۔

عرب ممالک میں بہت سی نئی تصنیفات میں ناسخ و منسوخ، جہاد، غلامی، حقوقِ نسواں، سُود، عصمتِ انبیاء، ملائکہ اور آخرت کے بارہ میں وہی تشریحات پیش کی جا رہی ہیں جو جماعتِ احمدیہ کئی سالوں سے لوگوں کے سامنے رکھتی چلی آرہی ہے۔ مغربی دُنیا میں بھی مذہب کے متعلق وہی نکتہ نگاہ پیش کیا جارہا ہے جو جماعتِ احمدیہ کا طُرّۂ امتیاز رہا ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں ریڈیو، ٹی۔ وی اور اخبارات میں بہت سے مسائل کی وہی تشریح کی جاتی ہے جس کا ماخذ قرآن مجید کی وہ تفسیر ہے جو ہمارے لٹریچر میں موجود ہے۔ شعراء حضرات بھی مثبت انداز میں صحیح فکر کی عکاسی کرتے ہیں۔ جنابِ احمد ندیم قاسمی کا یہ شعر قوال حضرات بار بار دُہراتے ہیں ؎

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
مَیں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

تھوڑا عرصہ قبل جنابِ ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلام۔ آئین اور صوابدید" میں ہم سے ملتے جلتے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ معلومات جُوں جُوں بڑھیں گی اور تعصب وجہالت کی گرد جتنی کم ہو گی قرآنِ مجید کی حقیقی اور اصلی شکل اجاگر ہوتی چلی جائے گی۔

احمدیت کی پہلی صدی کے کامیاب اختتام پر محققین، دانشوروں، ادیبوں اور شاعروں کے خیالات کا یہ رُجحان صاف صاف بتا رہا ہے کہ ہماری دوسری صدی اِس سے بھی تابناک تبدیلیوں کا مرقع پیش کرے گی۔

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ یہ انقلاب ایسی حالت میں پیدا ہوا ہے جبکہ جماعتِ احمدیہ ہر قسم کی مادی اور دُنیوی شوکت سے عاری ہے۔ خدائی بشارات کے نتیجہ میں جب یہ کمزوری قوت میں بدل جائے گی تو قرآنی صداقتوں کی اشاعت میں بھی تیزی پیدا ہو گی۔ جو لوگ بے دست و پا ہونے کی وجہ سے ہماری باتوں کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھتے ہماری شوکت کے ایّام میں ہمارے خیالات انہیں وقیع اور وزنی دکھائی دیں گے اور وہ خود اپنی تحقیق کے مفید نتائج کو ان کے ساتھ شامل کر کے قرآنی کمال، نور اور غلبہ کو چار چاند لگا دیں گے اور زمین الٰہی نور سے جگمگا اُٹھے گی۔

اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان احسان ہے کہ وہ قرآن جس کے صرف الفاظ رہ گئے تھے اب معانی سے لبریز نظر آتا ہے۔ وہ کتاب جو مرنے والوں کو سنانے کے کام آیا کرتی تھی اسے اب حیاتِ اَبدی کا خزانہ سمجھا جانے لگا ہے۔ ہماری آئندہ نسلوں کا فرض ہے کہ وہ قرآنِ مجید کو اپنے سینوں سے لگائے رکھیں۔ اِس سے خود نور و ہدایت حاصل کریں اور اپنے معاصرین کو اس کی اعلیٰ و ارفع تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ اگر ہم ایسا کر سکیں تو گمراہی کبھی بھی ہمارے قریب نہ آسکے گی اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمارے حق میں پورا ہو گا کہ مَیں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر تم ان سے مضبوط تعلق قائم رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

اِس آخری زمانہ میں قرآن مجید کی وہی تشریح قابلِ قبول ٹھہرے گی جو حضرت بانیٔ سلسلہ نے پیش فرمائی ہے۔ آپ کے جانشین اس عترت کے حقیقی وارث ہیں جن کی اطاعت نور و برکت و ہدایت کا منبع ہے ٭

خدمتِ دین کی تڑپ

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جب یورپ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے تو حضور نے ۱۹۳۶ء میں سیدنا حضرت فضلِ عمر کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا تھا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے جس کے لفظ لفظ میں خدمتِ سلسلہ کے شوق اور تڑپ کا دریا چڑھا ہؤا ہے۔ (ادارہ)

RAUCHSTR. 5

سیدی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ حضور ہر طرح خیریت سے ہوں گے۔ میرے حلق میں تکلیف بدستور ہے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ آمین

ایک طرف حضور کے خطبات منافقین کے متعلق نظر سے گذرے دوسری طرف حضرت مسیح موعود ..... کا اقتباس پڑھنے کا اتفاق ہؤا جس میں آپ فرماتے ہیں کہ میری نظر اُن غریبوں پر ہے جو نہ بی۔ اے بننا چاہتے ہوں نہ ایم۔ اے بلکہ نیک انسان اور خادمِ دین۔ دل پر بہت گہرا اثر ہؤا۔ اور ان دنوں میں میرا دل جن خیالات جن جذبات کی آماجگاہ رہا ہے نہ ممکن ہے نہ ہی ادب اجازت دیتا ہے۔ مختصراً گذارش ہے کہ میرا خیال تھا کہ جماعت میں منافقین گنتی کے چند آدمیوں سے زیادہ نہ ہوں گے مگر حضور کے خطبہ سے اُنکی تعداد زیادہ معلوم دیتی ہے۔ بہت سے کمزور لوگ بہت سے جاہل اور ناسمجھ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے ان منافقین کے کہے کہائے ایسے کام کر گذرتے ہیں جو منافقین کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ خصوصًا ان ایّام میں جبکہ جماعت خاص حالات میں سے گذر رہی ہے وہی چیزیں جو مخلصین کے دِلوں کو شکریہ اور

محبت کے جذبات سے بھر دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے دین کی خدمت کا شرف بخشا۔ آخر وہ مال اُسی کا ہے جس کو دین کی راہ میں خرچ کر کے ہم یہ ثواب حاصل کرتے ہیں۔ آخر یہ جان اُسی کی دی ہوئی ہے کہ جو اُس کی راہ میں خرچ کی جائے تو اُس کے قرب کا موجب ہوتی ہے۔ گھر سے تو کچھ نہ لائے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ انسان سب کچھ دے کر بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا کجا یہ کہ دین پر کسی قِسم کا احسان رکھے یہ تو محض اُس کا فضل ہے کہ وہ بندہ نوازی سے ان چیزوں کو قبولیت کا فخر بخشتا ہے مگر یہی چیزیں کمزوروں اور ناسمجھوں کے لئے بار ہو جاتی ہیں اور ٹھوکر کا موجب۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ خیر جو کچھ بھی ہے۔ جماعت ان حالات میں گذر رہی ہے کہ جو حالات عظیم الشّان قربانی کا مطالبہ کر رہے ہیں اگر اسے قربانی کہا جا سکتا ہے۔ بہت سے نوجوان ہیں جنہوں نے اِس راز کو سمجھا اور آج دُنیا کے کونوں میں احمدیت کی آواز پہنچا رہے ہیں۔ بہتوں نے اِس حقیقت کو پہچانا اور آج مرکز میں وہ مشغولِ کار ہیں مگر بہت سے میرے جیسے ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہوئے کہ

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں پر بیٹھے آنسو بہا رہے ہیں اور کر کچھ نہیں سکتے۔ اِس لئے مَیں حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر حضور مناسب فرماویں تو بندہ ہمیشہ کی طرح اَب بھی فوراً خدمتِ سِلسلہ کے لئے حاضر ہے۔ بی۔اے، اور ایم۔اے بننے کا مجھے کبھی بھی شوق نہیں ہُوا اور خدا تعالیٰ اِس کا شاہد ہے۔ گو اِس کا اظہار پہلے نہ ہو سکا اور گو بعض اَور خیالات نے اس کی طرف مجبور کیا۔ گو وقف کنندہ ہوں مگر پھر دوبارہ اپنے کو حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں بندہ اِسی وقت سے خدمتِ احمدیت کے لئے حاضر ہے اور سِلسلہ کی غلامی کو سب عزّتوں سے زیادہ معزّز سمجھتا ہے اور سِلسلہ کی خدمت سے علیحدہ رہتے ہوئے اپنی زندگی کو خالی اور فضول پاتا ہوں۔ وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

فقط خاکسار

مرزا ناصر احمد

○

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(محترم مولانا غلام باری صاحب سیف)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "اُسوہ حسنہ" "اعلیٰ نمونہ" "کامل ماڈل" قرار دیا ہے۔ سورۃ احزاب جس میں آنحضرت اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام بیان کیا ہے اس کی آیت نمبر ۲۲ ہے:۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔

کہ جو شخص اللہ سے ملنے اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود خوبصورت نمونہ ہے۔ وہ آپؐ کے نقشِ قدم پر چلے تو خدا کو پالے گا۔

سیرۃ النبی کے موضوع کے بیان کی ایک غرض یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر قدم رکھ سکیں اور اپنی زندگی کو آپؐ کی سیرت کے سانچے میں ڈھال سکیں کہ اب خدا کو وہی مقبول ہے جو آپؐ کے نقشِ قدم پر قدم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میرے محبوب اعلان کر دیجئے اگر تم خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ فرمایا:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (آلِ عمران آیت ۳۲)

سیرۃ النبی کے بیان کی دوسری غرض دلِ مسلم میں آپ کی محبت کے شعلہ کو جلا دینا ہے کہ حُبِّ رسول متاعِ ایمان ہے۔ حدیث میں آیا ہے:۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(بخاری کتاب الایمان)

کہ اس وقت تک کوئی حقیقی مومن، کامل الایمان نہیں ہو سکتا جب تک میں (یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اُسے اُس کے والدین، اولاد اور عام دُنیا سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

خدا کرے آج کی اِس نشست سے یہ دونوں مقصد پورے ہو سکیں۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

آج اِس وقت مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف درخشندہ پہلو بیان کرنا ہے۔ آپ کی سیرت کا ہر پہلو درخشندہ اور تابندہ ہے کوئی پہلو نامکمل نہیں۔ ہر خُلق آپؐ کی ذات میں اپنے معراج اور کمال کو پہنچا۔

آپؐ کی بعثت کی ایک غرض ہی یہ تھی کہ مکارمِ اخلاق کی تکمیل ہو۔ آپؐ فرماتے ہیں :۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ

کہ میری بعثت کی غرض مکارمِ اخلاق کی تکمیل ہے۔

پس جس خُلق کو بھی دیکھا جائے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اپنے کمال کو پہنچا ہؤا ہے۔ انسانی نگاہ کس کو چُنے اور کس کو چھوڑے۔ یہاں تو وہی بات ہے ع

دامانِ نگاہ تنگ و گُلِ حُسن تو بسیار

چودہ سَو سال سے عُشاقِ رسولؐ اِس مضمون کو بیان کرتے رہے پھر بھی بات یہیں ختم ہوتی ہے ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہؤا

اِس زمانہ کے مامور جو اپنے متبوع کے عشق میں فنا تھے۔ جن کا مقام فنافی الرّسولؐ کا مقام ہے آپ نے عربی، فارسی، اُردو تینوں زبانوں میں نثر اور نظم میں اپنے آقا و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بہت کچھ کہا لیکن بات یہاں ختم کی ؎

ہست اُو در روضہ قدس و جلال

و از خیالِ ما و جاں بالا ترے

میرے آقا، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزگی اور عظمت کے گلستان میں رونق افروز ہیں۔ اُن کا مقام تو مدح کرنے والوں کے تخیّل سے بھی بالا ہے۔ ان کی شان کا ادراک اور احاطہ بجز خدا کے کون کر سکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں ؎

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم

آنچناں از خود جُدا شُد کز میاں اُفتاد میم

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سوائے خدا کے کون جانتا ہے۔ وہ اپنے خالقِ یگانہ کی طرح یکتا ہیں بس میم کا فرق ہے۔ خالق اَحد ہے اور آپ احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وقت اور موقعہ کی مناسبت سے مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چند پہلو منتخب کئے ہیں لیکن پیشتر اس کے کہ مَیں اُنہیں بیان کروں ایک بات اَور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک صحابیؓ بیان کرتے ہیں ایک بار حضورؐ نے اِتنا لمبا سجدہ کیا کہ مَیں سمجھا شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ہے۔ اندازہ فرمائیے کتنا لمبا یہ سجدہ ہو گا۔ صحابی انتظار میں رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا تو انہوں نے عرض کی حضور آج کیا سبب تھا۔ حضورؐ نے بہت لمبا سجدہ کیا؟ فرمایا جبرائیل آئے انہوں نے مجھے بتلایا کہ خدا نے کہا ہے جو آپؐ پر ایک بار دُرود بھیجے گا مَیں اُس پر دس بار رحمتیں نازل کروں گا۔ یہ سُنا تو مَیں شُکرِ باری کے لئے سجدہ میں گر گیا۔

اِس لئے میری آپ سے اِلتجاء ہے کہ جب وہ نامِ نامی آئے بے اختیار زبانوں پر صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ آجائے آپ اپنے دامن رحمتوں سے بھر لیں گے۔ انشاءاللہ العزیز۔

کردار کی پختگی، قول و فعل میں مطابقت

سیرت کے پہلوؤں میں سے سب سے پہلے مَیں اِس پہلو کو لیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہتے وہی کرتے۔ قائد کی عظمت کی شناخت اور معیار یہ ہے کہ وہ جو کہے سو کرے اُس کے قول و فعل میں

کہیں تضاد نظر نہ آئے۔ اُسی کی بات میں تاثیر ہوگی جو لوگوں سے توقع رکھتا ہے اُس پر خود پُورا اُترے۔ اُس کے کہنے اور کرنے میں کوئی فرق نہ ہو۔ اگر وہ دوسروں کو قربانی کے لئے کہے تو اُس کی ذات اس میں دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ اگر وہ عبادت اور ذکرِ الٰہی کی تلقین کرے تو اس کی زبان ہر وقت ذکرِ الٰہی سے تر رہے اگر وہ رضا بالقضا اور صبر کی تاکید کرے تو خود اُس کا دامنِ صبر کبھی ہاتھ سے چھوٹتا نظر نہ آئے۔ اگر زُہد کی تعلیم دے تو دُنیا کے قعرِ دریا میں رہتے ہوئے اُس کا دامن نہ بھیگے۔

اگر دوسروں کو بنی نوع انسان سے ہمدردی کے لئے کہے تو خود اُس کا دل و جان اُن کی بہبود میں ہلکان ہو رہا ہو۔ اگر بیوی بچّوں سے حُسنِ سلوک کا وعظ کرے تو خود اُن سب لوگوں سے بہتر سلوک کرنے والا ہو۔ اور خدائے محمدؐ کی قسم! مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر تلقین سے پہلے خود اُس پر عامل نظر آتے ہیں۔

اگر لوگوں کو کہا قُوْلُوْا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کہو خدا ایک ہے تو آپ نے اِس طرح اس کی توحید کا اعلان کیا کہ جان جوکھوں میں ڈال لی۔ ہر لالچ اور پیشکش کو ٹھکرا دیا ہر خوف کو بالائے طاق رکھ دیا۔ مکّہ کے تمام نمائندے اکٹھا ہو کر آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا ہم اپنے معبودوں کی توہین اب برداشت نہیں کر سکتے وہ اِس سے باز آجائے ورنہ آپ درمیان سے ہٹ جائیں ہم اس سے خود نپٹ لیں گے۔ ہم اُسے عرب کا تاج پہنانے کو تیار ہیں سیم و زر اس کے قدموں میں ڈھیر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ عرب کی جس حسین عورت کو کہے اُس کے عقد میں دینے کو تیار ہیں۔ وہ ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہنے، خدا کی توحید کی منادی کرنے سے باز آجائے۔ ظالموں نے اقتدار، زر، زن سبھی فریبوں کا جال بچھایا لیکن توحید کے مناد کا ایک ہی جواب تھا:

چچا اگر یہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج بائیں پر چاند لا کر رکھ دیں اور پھر کہیں میں توحید کی تبلیغ سے باز آجاؤں تو یہ نہیں ہو سکتا۔

دنیوی آخری سہارا بھی سردارِ قریش، آپؐ کے چچا ابوطالب ہی تھے۔ انہوں نے یہ کہہ دیا تھا بھتیجے اب مجھ میں تمہاری قوم سے لڑنے کی طاقت نہیں لیکن دوسروں کو توحید کی تعلیم دینے والے نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کی صدا بلند ہی نہیں کی بلکہ بلند سے بلند تر کرتے گئے۔

اِس نمونہ نے بلالؓ کو یہ تب و تاب دی کہ غریب بے سہارا غلام مکّہ کی تپتی ریت پر جب تختۂ مشقِ ستم بنایا جاتا۔ جسم پر کوڑے برسائے جاتے تو ہر کوڑے کی تڑاخ پر بلالؓ احدٌ احدٌ خدا ایک ہے خدا ایک ہے کا نعرہ بلند کرتے۔ ان کی استقامت کو دیکھ کر موحد عیسائی ورقہ بن نوفل بھی دادِ تحسین ادا کئے بغیر نہ رہ سکے۔

اگر آپؐ نے غلاموں سے حُسنِ سلوک کی تعلیم دی تو خود بلالؓ اور اُسامہؓ سے یہ سلوک کیا کہ جب کسی نے بلالؓ کا نسب بیان کرتے وقت بلالؓ بن رباح کہا تو ایک صحابیؓ نے کہا بلال بن محمدؐ بلال محمدؐ کا بیٹا کہو۔ زید سے حُسنِ سلوک کا یہ نتیجہ تھا کہ اُس نے اپنے ماں باپ پر آپؐ کو ترجیح دی۔ اپنی پھوپھی زاد بہن اُن کے نکاح میں دی۔ اُن کے بیٹے اُسامہؓ کو چھوٹی عمر میں اسلامی لشکر

کا سپہ سالار بنایا اور آخری وقت اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر آسمان کی طرف بلند کرتے۔ اُسامہؓ کہتے ہیں میں سمجھ گیا۔ مجھے خدا کو سونپ رہے ہیں۔ اِس غلام ابنِ غلام سے حُسنِ سلوک کا یہ حال تھا کہ ایک زانو پر اُنہیں بٹھاتے، دوسرے پر فاطمہؓ کے نورِ نظر حسینؓ کو اور دونوں کو سینہ سے لگا کر خالقِ کون و مکاں سے عرض کرتے:

اللہ مَیں اِن سے محبّت کرتا ہوں تُو بھی اِن سے محبّت کیجیو۔ (مشکوٰۃ کتاب المناقب)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اگر آپؐ نے بدّو اقرع کو کہا مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ اقرع جو بچّوں پر رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا تو خود بچّوں سے یہ سلوک تھا کہ ایک چھوٹے بچّے کا پرندہ مر گیا تو آپؐ اُس سے اِن حسین الفاظ میں تعزیت کرتے ہیں۔ اُس کی کُنیت پکارتے ہیں جو عربوں میں نام کی نسبت احترام کی علامت ہے اور فرماتے ہیں:

یا ابا عُمیر ما فعل النغیر

اے ابو عُمیر! طوطا کیا کر گیا۔ وہ پرندہ کیا ہؤا؟ نیا پھل آتا پہلے بچّوں کو دیتے۔ باہر سے تشریف لاتے تو بچّوں کو اپنی سواری پر اپنے آگے پیچھے بٹھا لیتے۔ بچّوں سے پیار کرتے۔ اُن کی بلائیں لیتے۔ اُنہیں ادب سکھاتے۔ دعائیں یاد کراتے۔

اگر لوگوں کو یہ تلقین فرمائی کہ "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ" لوگو! دین خیر خواہی کا نام ہے، ہر ایک کا بھلا چاہنے کا نام دین ہے۔ تو آپؐ کا عمل یہ تھا کہ آپؐ کے ایک صحابی زاہر تھے جو گاؤں کے رہنے والے تھے۔ وہ جب گاؤں سے آتے تو حضورؐ کے لئے دیہات میں پائی جانیوالی اشیاء تحفہ میں لاتے وہ واپس جانے کا ارادہ کرتے تو آپؐ اُسے شہر کی اشیاء دیتے۔ ایک روز وہ بازار میں مزدوری کر رہے تھے حضورؐ نے دبے پاؤں جا کر اُس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے گویا وہی بات تھی "بُوجھو تو جانوں"۔ اُس نے محبوب کے ہاتھوں کی لمس کو محسوس کر لیا اور اب پیار سے اپنا جسم حضورؐ کے جسدِ مبارک سے رگڑنا شروع کیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"لوگو! میرا ایک غلام ہے مَیں بیچنا چاہتا ہوں کوئی ہے لینے والا؟"

اب اُسے اپنی حیثیت کا علم ہؤا تو کہنے لگا حضور! میرا خریدار کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا زاہر تیرا خریدار عرش پر خود خدا ہے۔

زاہر! تیری خوش نصیبی کے کیا کہنے؟ کہ سرورِ انبیاء کے جسدِ مبارک سے تُو نے لمس کیا اور زاہر کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر لاکھوں سلام تُو نے غلام زاہر کی بولی کتنی چڑھا دی۔

اگر آپؐ نے یہ فرمایا جس کی تین یا دو بیٹیاں ہوں وہ اُن کی اچھی تربیت کرے اور حُسنِ سلوک کرے تو مَیں اُن کے لئے جنّت کا ضامن ہوں۔ تو آپؐ کا بیٹیوں سے حُسنِ سلوک یہ تھا کہ سیّدہ زینبؓ جب لمبی بیماری سے فوت ہوئیں تو قبر کے کنارے زینبؓ کے اباؐ صلی اللہ علیہ وسلم بچشمِ تر بیٹھے یہ فرماتے ہیں:

"اِس میری بچّی نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ مَیں نے اِس کے لئے بہت دعا کی ہے"۔

سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں اپنی نورِ نظر فاطمہؓ کے گھر سے رخصت ہوتے سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے لختِ جگر کے گھر آتے۔

اگر آپؐ نے دوسروں کو صبر کی تلقین فرمائی اور صبر کرنے والوں کو خدائی بشارت دی تو آپؐ کے صبر کی یہ کیفیت تھی کہ اکلوتا بیٹا ابراہیم جس میں نبوّت کی صلاحیتیں موجود تھیں آپؐ نے فرمایا اگر یہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا اُس کی وفات پر صرف اتنا کہا

العین تدمع والقلب یحزن
ولا نقول الّا بما یرضی بہ ربنا

آنکھ سے آنسو جاری ہیں کہ یہ رحمت کی علامت ہے۔ دل غمگین ہے کہ ع

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت

لیکن زبان سے وہی کہیں گے جس میں خدا راضی ہو۔ اُسکی رضا پر راضی ہیں۔ اکلوتا بیٹا۔ ایسی صلاحیتوں کا مالک۔ بڑھاپے میں خدا کی دین۔ لیکن دینے والے نے لے لیا تو کوئی گلہ نہیں شکوہ نہیں۔ ع

راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو

اگر لوگوں کو عبادت کی تلقین کی۔ عبادت کو تخلیقِ بشر کی عِلّت قرار دیا تو خود اس طرح عبادت کی کہ کفّار بھی پکار اُٹھے :

عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

محمدؐ تو اپنے خدا پر عاشق ہے۔ اِتنا لمبا قیام کیا کہ پاؤں متورم ہو جاتے۔ سجدہ میں اِس طرح گریہ و زاری فرماتے کہ اُبلتی ہنڈیا کی طرح سینہ شورِ محشر مچاتا۔ عبادت میں سعی۔ توغل دیکھ کر محبوب بیوی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ اُٹھیں :

یا رسول اللہ ! کیا خدا نے آپؐ کے سب گناہوں کی مغفرت نہیں فرما دی۔ آپؐ سے تو گناہ سرزد ہی نہیں ہوگا۔ آپؐ کی بشریت کی جڑوں پر رحمتِ باری کی مٹی ڈال دی گئی ہے۔

سُبحان اللہ ! وفا شعار بندے صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب جواب دیا۔ عائشہ تو کیا میں خدا کی اِس نعمت اور احسان پر اُس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا

خدا کے شُکر گزار ! صاحبِ کردار ! تجھ پر لاکھوں سلام۔ کیا خوب آپ کے ایک عاشق نے کہا ؎

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

(۲) اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک اور پہلو کو بیان کرتا ہوں وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ اور وہ ہے اُمّت سے آپؐ کی محبّت۔

شاید ہی دُنیا میں کسی قوم نے اپنے قائد سے وہ محبّت کی ہو جو صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ سے کی اور میرا یقین ہے کہ کسی قوم نے اپنے قائد سے ایسی محبّت نہ کی ہوگی۔ اولاد نے اپنے باپ سے وہ محبّت نہ کی ہوگی جو صحابۂ رسول نے آپؐ سے کی۔

ایک چاندنی رات میں آپؐ کے ایک صحابیؓ کبھی آسمان پر دمکتے چاند کو دیکھتے ہیں تو کبھی ماہِ مدنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکھڑے پر نظر ڈالتے ہیں۔ موازنہ کرنے کے بعد وہ متوالا کہتا ہے :

بخدا مجھے وہ چاند سے بھی حسین دکھائی دیتے تھے۔ (شمائلِ ترمذی صہ ۲)

جابرؓ بن سمرہ یہ تیری محبّت کی نظر تھی۔ قربان جاؤں تیری نظر کے تُو نے اپنے محبوب کو عشق و محبت کی نظر سے دیکھا اور بخدا وہ ماہِ تمام معراجِ بشریّت، رحمۃٌ للعالمین، وَالشَّمْسِ وَالضُّحٰھَا کے مصداق،

سراجًا منیرًا، خدا کی صفات میں رنگین، کامل بشر کامل عَبد تھا۔ آپ کے حُسن کا تذکرہ شاعرِ نبوی حسّان رضی نے یُوں کیا ہے

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنًا
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

تجھ سے زیادہ حسین آنکھ نے کوئی نہیں دیکھا اور اے صاحب جمال! تجھ سے زیادہ جمیل کسی عورت نے نہیں جنا۔ تُو ہر عیب سے پاک اور مبرّی پیدا کیا گیا۔ گویا کہ جیسے تُو نے چاہا تھا تو پیدا کیا گیا۔

صحابہ رضی کی محبت کا تو یہ حال تھا کہ کافر سردار نے اِس کا منظر اپنی قوم کے سامنے یوں کھینچا تھا:-

کادو یقتلون علٰی وضوئہ

(بخاری کتاب المغازی)

کہ وہ تو حضور ؐ کے وضوء کا پانی زمین پر پڑنے نہیں دیتے تھے۔ اگر کسی نے وہ تبرّک پانی اپنے بدن پر مَل لیا تو دوسرا بدن کی تری سے اپنا خشک جسم رگڑتا کہ چلو کچھ ہی سہی۔ یہی سہی۔ ع

حُسن وجمالِ یار کے آثار ہی سہی

اُحد کے زخمی زید رضی بن سکن کے زخموں سے چُور جسم کو جب آپ ؐ کے قدموں میں لا کر لٹایا گیا تو اِس مُحبِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری قوّت سے جسم کو جُنبش دی اور اپنے گال حضور ؐ کے قدموں پر رکھ کر جان دے دی۔ ع

بچہ ناز رفت زجہاں نیاز مندے

سچ کہا کسی نے ع

مکتبِ عشق کا دستور نرالا ہے

جنگِ اُحد میں ابو محمد طلحہ آپ ؐ کے سامنے کھڑے ہو کر تیر اندازی کرتے رہے جب تیر ختم ہو گئے تو ڈھال پر تیروں کو روکتے۔ اُس دن اپنا ہاتھ شَل کروا لیا۔

(بخاری کتاب المغازی)

ایک دن کسی نے لُنجا کہہ دیا تو کسی دوسرے نے کہا جانتے ہو یہ ہاتھ لُنجا کیسے ہوُا تھا، یہ حضور ؐ کو بچاتے ہوئے لُنجا ہوُا تھا۔ مُبارک ہو اُس ہاتھ کو اُس مقدّس چہرہ کو بچاتے ہوئے شَل ہوُا۔ اُس چہرہ پر ہم سب کے ہاتھ قربان۔

دوسرے صحابی ابو طلحہ رضی نے اس روز حضور ؐ کا دفاع کرتے ہوئے سات کمانیں توڑیں اور جب ابو طلحہ رضی کے دائیں، بائیں یا اُوپر سے حضور ؐ دشمن کو دیکھنے کی کوشش کرتے تو ابو طلحہ رضی کہتے:

لَا تُشْرِفْ یُصِیْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ۔ نَحْرِیْ دُوْنَ نَحْرِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (بخاری کتاب المغازی)

یا رسول اللہ اُونچا ہو کر نہ دیکھیں مُبادا آپ ؐ کو دشمن کا کوئی تیر لگ جائے۔ آج آپ ؐ کے سینہ مبارک اور دشمن کے درمیان میرا سینہ ڈھال بنا ہے۔

دوسرے صحابہ رضی کے علاوہ یہ دونوں صحابہ طلحہ رضی اور ابو طلحہ رضی جنگِ اُحد کے ہیرو ہیں اور اُحد کے روز جب اِس شمع نے پروانوں کو پکارا اور فرمایا کون ہے جو آج اپنی جان نچھاور کرے تو چھ انصاری آگے آئے ایک ایک کر کے آپ ؐ کے قدموں میں کٹ مرے۔ اِن عُشّاق کو خدا کی جانب سے یہ سرٹیفکیٹ عطا ہوُا تھا

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰہَ عَلَیْهِ

یہ وہ باوفا مرد تھے جنہوں نے خدا سے کیا اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔

اگر محبوبِ خدا نے کبھی مال کی قربانی کی اپیل کی تو عشاقِ محمدؐ میں وہ مردانِ وفا بھی تھے جنہوں نے سب مال راہِ خدا میں پیش کر دیا اور جب میرے آقاؐ نے دریافت فرمایا: گھر میں کیا چھوڑا ہے تو صدیقِ اکبرؓ نے جواب دیا گھر میں خدا اور اُس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں۔

اُس خوش نصیب نے درست ہی تو فرمایا تھا۔ یقیناً جس گھر میں خدا اور اُس کا رسولؐ بس جائے۔ جو گھر اِس نعمت کو پالے اُسے پھر کس کی ضرورت۔ سہ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اُٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اِس دعا کے بعد

مَیں صحابۂ رسولؐ کی محبّت اور فدائیت کا ذکر کر رہا ہوں۔ اُحد کا واقعہ ہے جب جنگ کے بادل چھٹ گئے اور زخمیوں کی دیکھ بھال شروع ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا سعدؓ بن ربیع انصاری کا پتہ کرو مَیں نے جنگ کے دَوران اُنہیں تلواروں اور نیزوں میں گھِرا دیکھا تھا۔

حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں ایک صحابیؓ گئے انہوں نے آوازیں دیں لاشوں اور زخمیوں کی پڑتال کی لیکن سعدؓ بن ربیع نظر نہ آئے۔ انہوں نے آکر صورتِ حال عرض کی تو کسی نے کہا تم نے کیسے تلاش کی۔ انہوں نے جواب دیا مَیں نے میدانِ جنگ میں آوازیں دیں لیکن مجھے جواب نہیں ملا۔ انہوں نے کہا تم جاکر یُوں آواز دو۔ سعدؓ بن ربیع! مجھے خدا کے رسولؐ نے تمہاری عیادت کے لئے بھجوایا ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں

کہ جب مَیں نے اِس طرح آوازیں دیں تو لاشوں کے درمیان کچھ حرکت ہوئی۔ ایک ہاتھ ہلتا دکھائی دیا اُسنے مجھے اپنی طرف بُلایا۔ مَیں نے دیکھا وہ سعدؓ بن ربیع تھے۔ مَیں نے انہیں کہا مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا حال معلوم کرنے کے لئے بھجوایا ہے۔

سعدؓ بن ربیع نے کہا تم میرا حال دیکھ رہے ہو۔ زیست کی اَب کوئی امّید نہیں۔ کوئی دَم کا مہمان ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا یا رسول اللہ نبیوں کو اُن کے متبعین کی قربانی کی وجہ سے جو ثواب ملتا ہے اللہ آپؐ کی آنکھ اِس بارہ میں سب سے زیادہ ٹھنڈی کرے اور میری قوم کے نام میرا یہ پیغام ہے کہ اے میری قوم! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی امانت ہیں جب تک ہم زندہ رہے ہم نے جان دے کر اِس امانت کی حفاظت کی اب یہ امانت تمہارے ہاتھوں میں سونپ رہے ہیں۔

یاد رکھو اگر تمہارے جیتے جی یہ امانت ضائع ہو گئی تو خدا تمہارا کوئی عذر قبول نہ کرے گا۔

اللہ اللہ سعدؓ بن ربیع کا تصوّر اور ان کا پیغام جان فدا کر دی لیکن اس فدائیت کا ثواب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نذر کرتے ہیں کہ یہ شمع جلائی تو انہیں نے ہے۔ یہ جذبہ اُن کی وجہ سے پیدا ہوُا اور آخری خواہش بھی اِس امانت کی حفاظت کی ہے۔

اللّٰھُمَّ صلّ علیٰ سعدٍ وعلیٰ مطاعہٖ
محمّدٍ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

صحابہؓ کی یہ فدائیت، جاں سپاری، عشق مَیں نے اِس لئے بیان کیا کہ صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر

جان نچھاور کرنا باعثِ سعادت سمجھتے تھے حضورؐ کسی صحابیؓ کو آواز دیتے تو وہ صرف لبّیک یعنی مَیں حاضر ہی نہیں کہتا وہ کہتے لبّیك وسعدیك والخیر بیدیك میرے آقاؐ مَیں حاضر اور میری خوش قسمتی کہ آپؐ نے مجھے باریابی کا موقعہ دیا اور آقاؐ آپ کے پاس تو خیر ہی خیر ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ یہ تھا کہ یہ محبوب آقا اپنے خدام، صحابہؓ سے اِس طرح محبّت اور شفقت کرتے تھے جس طرح ماں اپنے بچوں سے بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر کہ اِس دُنیا میں تو ہمیں مائیں بچوں کے لئے بددعائیں کرتی بھی نظر آتی ہیں۔ بچوں کو سرزنش، ڈانٹ ڈپٹ کرتی بھی نظر آتی ہیں۔ آپؐ کی محبّت کو محسوس کرنے والی ایک رُوح میری مراد حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ہے فرماتے ہیں ؎

آں ترحّما کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

وہ شفقت جو مخلوق نے آپؐ سے دیکھی کسی نے اپنی ماں سے بھی نہیں دیکھی ہوگی۔ زیدؓ نے یہ شفقت اور محبّت دیکھی تھی کہ چچا کے یہ کہنے پر کہ زید سوچ لو آزادی پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو۔ ماں باپ اور وطن سے مُنہ موڑ رہے ہو تو زیدؓ نے یہی جواب دیا تھا آپؐ کی غلامی پر ہزار آزادیاں قربان۔

ماں اولاد کو ڈانٹ کر سرزنش کر کے پھر اپنے کئے پر پچھتاتی ہے اور بعض مائیں تو پچھتانا ایک طرف مزید بددعائیں دینے لگ جاتی ہیں۔

لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں اگر مَیں نے کِسی کو کچھ کہا یا تیرے حکم کے تحت کسی پر حد جاری کی تو میری اِس سزا کو اس کے لئے رحمت بنا دے۔ سچ فرمایا خدائے محمدؐ نے کہ آپؐ رؤفٌ رحیم تھے۔ رؤف مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت شفقت کرنے والے، بار بار رحم کرنے والے تھے۔

اے رحیم و کریم آقاؐ تجھ پر خدا کی تا ابد رحمتیں ہوں۔

ماں بچّے کی تکلیف کو محسوس کر کے خود مبتلائے آلام ہو جاتی ہے کہ یہ اُس کی مامتا کا تقاضا ہے حضورؐ کے ایک اُمتی، ایک صحابی مصعبؓ بن عمیر کھاتے پیتے گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔ مکّہ میں سب سے قیمتی جوتا یہ پہنتے۔ سب سے قیمتی عطر یہ لگاتے۔ سب سے عمدہ لباس یہ پہنتے۔ انہوں نے مدینہ ہجرت کرنا چاہی تو مکّہ والوں نے کوئی چیز ساتھ نہ جانے دی۔ وہ تنِ تنہا مدینہ آ گئے، تکالیف اور تنگیوں سے رنگ تک بدل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے کہ مصعبؓ مسجد میں داخل ہوئے۔ ان کو دیکھا تو شفیق آقاؐ آب دیدہ ہو گئے۔ فرمایا اِس نے بہت اچھے دن دیکھے تھے۔ یہی وہ خوش نصیب صحابیؓ ہیں کہ اُحد میں شہید ہوئے تو پورا کفن تک میسّر نہ ہوا۔ انکے کمبل سے نعش کو ڈھانپا تو پاؤں ننگے رہ گئے اگر پاؤں کی طرف سر کاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کفن سر کی طرف سرکا دیا اور پاؤں پر اِذخر گھاس ڈال دی۔

ایک حبشی عورت مسجد کی خدمت سرانجام دیتی تھی وہ فوت ہوئی تو راتوں رات اُسے دفن کر دیا۔ وہ دن کچھ خطرہ کے تھے حضورؐ کو علم ہوا تو شفیق باپ نے

فرمایا مجھے کیوں اطلاع نہ دی۔ پھر آپؐ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لئے دعا فرمائی۔

زاہرؓ کا واقعہ یہاں دُہرانے کی ضرورت نہیں وہ اُوپر بیان ہو چکا۔ آقا کس بے تکلفی سے اُس سے پیار کرتے ہیں۔ آج کی خود غرض دُنیا میں کمانے والے بچے کی ذمہ داری باپ بھی قبول نہیں کرتا لیکن اِس شفیق باپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ عید آئی آپؐ نے قربانی کا جانور منگوایا اور اپنے خدا سے یوں التجاء کی:

اے اللہ یہ قربانی میری اُمت کے اُن لوگوں کی طرف سے جن کو قربانی کی توفیق نہیں ملی۔

کتنے اُمتی ہیں جن کو عید کے روز قربانی کی توفیق نہ ملنے پر قلق ہوگا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیو! پریشان نہ ہونا۔ اُس شفیق باپ کو تمہاری بے بسی کا احساس تھا وہ تمہاری پریشانی کا مداوا کر چکے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

جب اللہ نے دینِ حق کے دن پھیرے تو اُس شفیق باپ نے اعلان فرمایا

مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ
وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ

جو ترکہ میں مال چھوڑے وہ اس کے ورثا کے لئے ہوگا اگر قرض چھوڑا اور اس کا ادا کرنے والا کوئی نہیں تو اس کا قرض ہم ادا کریں گے۔ کیا آج باپ بالغ، کمانے والے بیٹے کے قرض کی ادائیگی کو قبول کرنے کو تیار ہے؟ لیکن اُس شفیق باپ نے چودہ سو برس قبل یہ راہ دکھائی تھی کہ نادار اور بیکس کی ذمہ داری ریاست پر ہے ؎

زہے خُلقِ کامل زہے حُسنِ تام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

اور یہ شفقت کا دائرہ صرف اپنی اُمت تک محدود نہ تھا حدیث سے ثابت ہے کہ ایک یہودی کی تیمارداری کے لئے آپؐ اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ یہودی کا جنازہ گزرا آپؐ کھڑے ہو گئے تو کسی نے کہا یا رسول اللہ یہ یہودی تھا۔ فرمایا کیا اِس میں جان نہیں؟

احادیث سے ثابت ہے کہ آپؐ انسانوں پر ہی نہیں جانوروں پر بھی رحم فرماتے تھے۔ ایک بار ایک نوعمر صحابیؓ نے ایک پرندہ کے انڈے اُٹھائے۔ وہ پرندہ فضا میں چکر کاٹتا اور کُرلاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اِس کو کس نے تکلیف دی۔ صحابیؓ نے عرض کیا حضور میں نے۔ فرمایا اِس پر رحم کرو اِس کے انڈے وہیں رکھ دو۔

فرمایا ایک عورت کو صرف اِس لئے خدا سے جہنم کی سزا ملی کہ اُس نے بلّی کو باندھ کر فاقوں سے مار دیا۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا ایک کنچنی کو اِس لئے جنّت مِل گئی کہ اُس نے ایک موقعہ پر پیاسے کتّے کو پانی پلایا تھا۔ قدردان آسمانی آقا نے اس کو بخش دیا۔

ایک موقعہ پر آپؐ ایک صحابیؓ کے گھر تشریف لے گئے اُس کا اُونٹ آپؐ کو دیکھ کر بلبلایا۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو اِس نے تمہاری شکایت کی ہے۔ تم اِس سے کام پورا لیتے ہو کھانے کو پورا نہیں دیتے اِسے چارہ وقت پر دیا کرو۔

یقیناً یہ وجود باجود رحمۃ للعالمین تھے۔ صرف اپنوں کے لئے نہیں، صرف مسلمانوں کے لئے نہیں وہ ہر فردِ بشر کے لئے رحمت تھے۔ وہ ہر جاندار کے لئے رحمت تھے۔ وہ مجسّم شفقت و رحمت تھے۔ انہوں نے خدائے رحیم کی صفتِ رحمت سے وافر حصہ پایا۔

اے کاش ہم بھی دنیا کے لئے رحمت ہوں زحمت نہ ہوں۔ انسانوں سے محبت کرنے والے ہوں نفرت کے بیج بونے والے نہ ہوں کہ ہمارے آقا کا شیوہ یہی تھا اور آپ نے ہی تو فرمایا تھا:

مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اُس پہ خدا بھی رحم نہیں کرتا۔

آپ نے فرمایا تھا:

اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ
مَنْ فِي السَّمَاءِ۔

زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمانوں والا خدا رحم فرمائے گا۔

سیرت کے لئے آخری شق میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت لیا ہے۔ ایک مذہبی انسان وہی ہے جو اپنے خالق کا عَبد ہے۔ جو اُس سے محبت کرتا ہے۔ جس کی رُوح کی غذا اس کا ذکر ہے جو یہ کہتا ہے ؎

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

اور خدا سے آپ کی محبت اور عشق کا یہ حال تھا کہ دشمن بھی پکار اُٹھے:

عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ

محمدؐ تو اپنے رب کا عاشق ہے۔ آپ خدا سے اُس کی محبت کی بھیک مانگتے ہمیں نظر آتے ہیں۔ آپ اکثر دعا کیا کرتے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ
مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُقَرِّبُنِيْ
اِلَيْكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ
مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

خدا کے محبوب بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے اس کی محبت طلب کر رہے ہیں۔ اُس کے محبوبوں کی محبت کی بھیک مانگ رہے ہیں اس کے مقربین کی محبت کی التجا کر رہے ہیں کہ دوست کا دوست ہوتا ہے اور اِس محبتِ باری کو ہر شئے سے محبوب ہونے کی دعا کر رہے ہیں۔

بخاری کی روایت ہے کہ دعوئ نبوت سے بھی پہلے غارِ حرا میں جا جا کر اس کی عبادت کرتے۔ کئی کئی دن مسلسل اُس کی ذات کی معرفت حاصل کرتے جسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رؤیا وکشوف سے نوازا اور پھر وحی نبوت سے۔

دعوئ نبوت کے بعد آپ کی نماز کی کیفیت کے بارہ میں کسی نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضؓ سے دریافت کیا تو آپؓ نے ایک مختصر مگر نہایت جامع فقرہ کہا جس میں اُس ساری کیفیت کو سمو دیا ہے۔ فرمایا:

لَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ

مت پوچھ آپ کی نماز کتنی لمبی اور حسین ہوتی تھی۔ انسان یہ اُس وقت کہتا ہے جب الفاظ اُس کیفیت کو بیان نہ کر سکیں۔

انسان کو جس سے محبت ہو اس کا ذکر زبان پر آجاتا ہے اور جتنی محبت ہوگی اُتنی اُس کی یاد ہوگی یہ نہیں ہو سکتا کہ دل میں محبت ہو اور لب پر محبوب کا نام نہ آئے کیا خوب کہا کسی نے ؎

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ

حضورؐ ہر وقت خدا کا ذکر فرماتے۔ دن رات کا حضورؐ کا پروگرام دیکھ لیں صبح بیداری سے لے کر رات بستر پر جاتے وقت تک ہر امر کی ابتداء خدا کے نام اور اُس سے برکت کی التجاء سے کرتے۔ پانی پیتے یا کھانا کھاتے، دُودھ پیتے یا پہلا پھل کھاتے، چاند دیکھتے یا سفر پر روانہ ہوتے، سواری پر سوار ہوتے یا گھر سے نکلتے۔ لباس پہنتے یا وضوء فرماتے، کسی بلندی پر چڑھتے یا نشیب جگہ اُترتے، بادل دیکھتے یا بجلی کی کڑک سُنتے، مسجد میں داخل ہوتے یا مجلس میں تشریف فرما ہوتے، ہر موقعہ کے مناسبِ حال الگ دعا فرماتے۔ رات بستر پر تشریف لے جاتے یا تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو خدا سے ایسی ایسی مناجات فرماتے کہ اُنہیں پڑھ کر وجد طاری ہوتا ہے۔ تہجّد کے وقت خدا سے نور و روشنی طلب کرتے ہیں جو ہر ظلمت کو دُور کر دے۔ دائیں روشنی مانگتے ہیں بائیں روشنی مانگتے ہیں۔ آگے پیچھے، اُوپر اور نیچے نور مانگتے ہیں۔ اللہ سے نور کی طلب میں اِس حد تک جاتے ہیں کہ مولیٰ میرے خون میں، میرے اعصاب میں، میری ہڈیوں میں نور بھر دے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا ہر ذرّہ خدا کے نور سے منوّر تھا۔ وہاں کسی ظلمت و کثافت کا گذر نہ تھا۔ دل نور سے بھرا تھا فکر و نظر منوّر تھی۔ جسم و جان سرتا پا نور ہو چکا تھا۔ کبھی رات کی تنہائیوں میں گھر کے صحن میں سجدہ ریز ہیں تو کبھی مسجد میں۔ کبھی شہداءِ اُحد کی قبروں پر اُن کے لئے دعا کرتے نظر آتے ہیں تو کبھی ساری رات ہاں، ہاں ساری رات ایک دعا کرتے نظر آتے ہیں اور بار بار ہاتھ آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں اور زبان پر یہ کلمات ہیں :-

یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ

اللہ میری اُمّت پر رحم فرمانا۔ اللہ میری اُمّت پر رحم کیجیو۔ وہ دعا قرآن میں مذکور حضرت مسیح ناصریؑ کی یہ دعا تھی :-

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (المائدہ: ۱۱۹)

مولیٰ اگر تُو اِن کو عذاب دے گا تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اگر تُو ان کو بخش دے تو تُو غالب اور حکمت والا ہے۔

خدا سے دعا کرتے وقت سینہ بریاں ہوتا، آنکھ نمناک۔ بعض اوقات اس کی محبت کے آنسو موتیوں کی طرح رخساروں پر ڈھلک کر گرتے تو کبھی زمین پر۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق قرآن کی روشنی میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سرتاجِ مرسلین تھے۔ خدا کے قُرب کا انتہائی مقام آپؐ کو عطا ہوا تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ تک آپؐ کی پرواز تھی۔ كَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے آپؐ مصداق تھے۔ معراج کی رات قُرب و رفعت کی منازل طے کرتے ہوئے ایک مقام پر جا کر جبرائیلِ امین بھی رُک گئے اور کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس سے آگے مَیں نہیں جا سکتا آپؐ جا سکتے ہیں ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

اگر اِس سے آگے ایک بال برابر بھی بڑھوں تو خدا کی تجلّی میرے پَر جلا کر رکھ دے۔ خدا کا یہ مقرّب بندہ جب اپنے مولیٰ کے حضور مناجات کرتا ہے تو ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ سنائی

دیتے ہیں:-

اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ

اے پروردگار تُو میرا ربّ ہے اور مَیں تیرا بندہ۔

وہ سیّدِ وُلدِ آدم تھے۔ وہ حاملِ لوائے حمد تھے۔ انہیں مقامِ محمود عطا ہُوا تھا۔ وہ تخلیق کائنات کی علّتِ غائی تھے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کی سند عطا ہوئی تھی۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی آپؐ کے بارہ میں خدا نے فرمایا تھا۔ لیکن اپنے پروردگار سے کس پیار اور انکسار کا اظہار ہو رہا ہے

اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ

میرا اور تیرا رشتہ یہ ہے تُو میرا پالنہار اور مَیں تیرا غلام۔ تیرا بندہ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی صفات کے کامل عکس تھے۔ خدا کی صفات کے کامل مظہر تھے۔ آپؐ کا ہر نقش اُس ذاتِ احدیّت کا تھا۔ حدیث ہے

خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

اَلْاِنْسَان کا الف۔ لام تخصیص کے لئے ہے۔ اور یہی وہ انسانِ کامل ہے جو خدا کی صفات میں کامل رنگین ہے۔ اُحد کے روز صحابہؓ کی چھوٹی سی اجتہادی غلطی کے نتیجہ میں مسلمانوں کی فتح عارضی ہزیمت میں تبدیل ہو گئی۔ حضورؐ زخمی ہوئے، دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ حضورؐ بیہوش ہو کر گر گئے۔ ایک وقت حملہ آور ابنِ قمئہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سوائے خدا کے اور کوئی نہ تھا لیکن وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کے وعدہ کرنے والے نے آپؐ کی حفاظت فرمائی۔ دشمن سمجھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اُسنے نعرہ بلند کیا:

قَتَلْتُ مُحَمَّدًا۔ قَتَلْتُ مُحَمَّدًا

خاک بدہنش مَیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا۔ مَیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا۔ پھر اُس نے اُونچی جگہ کھڑے ہو کر کہا ھَلْ فِیْکُمْ اَبُوْبَکْر؟ کیا تم میں ابوبکر موجود ہیں؟ اُس کا خیال تھا کہ ابوبکرؓ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا خاموش رہو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ اُس نے پھر کہا ھَلْ فِیْکُمْ عُمَر؟ کیا عمرؓ موجود ہیں؟ آپؐ نے پھر فرمایا چُپ رہو۔ اِس پر اُس نے سمجھا نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہے نہ ابوبکرؓ نہ عمرؓ۔ اِس پر اُس نے بُتوں کے جیکارے بلند کئے اور کہا

اُعْلُ ھُبَل

ہُبل بُت کی جے۔ حضورؐ نے فرمایا جواب دو اور کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ اللہ سب سے بلند اور سب سے عظیم ہے۔ خدا کے غیر کو خدا کے محبوب کی موجودگی میں کوئی زندہ باد کہے؟ یہ ممکن نہیں۔

اُس نے پھر کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ہمارے پاس عُزّٰی بُت ہے اور تمہارے پاس کوئی عُزّٰی بُت نہیں۔

حضورؐ نے فرمایا جواب دو اور کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ ہمارا مولیٰ ہمارا کارساز ہے اور تمہارا کوئی کارساز نہیں۔

حضورؐ زخمی ہیں۔ چہرۂ مبارک خون آلود ہے۔ جاں نثار صحابہؓ کی لاشیں آپؐ کے قدموں میں پڑی ہیں ابھی ابھی زخم کے صدمہ سے ہوش میں آئے ہیں لیکن اِس

حالت میں بھی کوئی غیر اللہ کے جَے کارے بلند کرے یہ نہیں ہو سکتا۔ اُس کے نام کی عظمت وجلال کا اظہار آپؐ کی زندگی کا مقصد تھا۔ آپؐ کی زندگی اور ہر حرکت وسکون اُس کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں اسی صداقت کا اظہار فرمایا جب اپنے رسولؐ سے کہا :۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ
وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(الانعام : ۱۶۳)

میرے حبیب کہہ دے میری عبادت، میری قربانی، میری زندگی، میری موت سب جہانوں کے پروردگار اللہ کے لئے ہیں۔

اور عبادت کا اسلامی تصوّر یہ ہے کہ انسان کا ہر فعل خدا کی رضا کے لئے ہو اِس صورت میں اُس کا ہر فعل عبادت ہو جائے گا۔ اگر وہ بیوی کے مُنہ میں لقمہ خدا کے ارشاد کے تحت ڈالتا ہے تو بیوی بچّوں سے محبّت بھی عبادت ہو جائے گی اگر حظِّ نفس کے لئے ہے تو یہ نیکی نہیں لیکن اگر خدا کے حکم کی تعمیل میں ہے تو یہ احادیث کی روشنی میں صدقہ ہے، یہ نیکی ہے۔

اور بخدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ آپؐ کی ہر حرکت وسکون خدا کے لئے تھی۔ ایک بار آپؐ کی انگلی مبارک زخمی ہو گئی آپؐ نے اُسے دیکھ کر فرمایا:

مَا اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ مَادَمِیْتِ
وَلٰکِنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَالَقِیْتِ

تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی اور خوش قسمتی ہے کہ خدا کی راہ میں زخمی ہوئی۔

آپؐ نے ایک بار صحابہؓ سے فرمایا میں آرام اِس لئے کرتا ہوں تا پھر عبادت پر قوت حاصل ہو اور اُس آرام کے بارے میں فرماتے ہیں

تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ

مَیں غافلوں والی نیند نہیں سوتا میری نیند خواب خرگوش نہیں۔ آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔ کروٹ بدلتے تو سُبحان اللہ، الحمد للہ اور دوسرے فقرے سُنائی دیتے۔ دعا کرتے تو یا حیّ یا قیّوم برحمتک نستغیث۔ جس طرح رسّہ کھینچنے والا نعرہ بلند کر کے ساری طاقت صرف کر دیتا ہے آپؐ حیّ و قیّوم کو پکارتے اور اس کی رحمت کو طلب کرتے یا فرماتے تبارکت یا ذا الجلال والاکرام اے عظمتوں اور اکرام و احترام کے مالک تُو مبارک اور برکتوں والا ہے۔

اے میرے مکّی و مدنی آقا! تیرے جسم کا ہر ذرہ خدا کی محبّت کے خمیر سے تیار ہوا تھا۔ اُس کی محبّت تیرے ہر سانس میں رچی بسی تھی۔ تُو نے خدا کے قُرب کا انتہائی مقام ہی حاصل نہیں کیا اُس کی بھٹکی ہوئی مخلوق کو بھی اُس سے ملایا۔ دَنیٰ فَتَدَلّٰی خدا جو مجسم حُسن و احسان ہے اُس کا سراپا آپؐ ہی نے بیان فرمایا۔

خلقِ خدا پر احسان کرنے والے! آپؐ پر خدا کی بے انتہاء رحمتیں ہوں ـــــ اُس محبوبِ ازلی کا راہ دکھانے والے! خدا کی محبّت کی شمع روشن کرنے والے! تجھ پر اِس دُنیا میں اور اگلے جہان میں بھی خدا کی اَن گنت رحمتیں ہوں۔ کیا خوب کہا مسیح پاک نے ؎

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا نعتیہ کلام

۱	آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او	رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے
۲	بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ	در دلش پُر از معارف کوثرے
۳	پہلواں حضرتِ ربِّ جلیل	بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے
۴	آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید	کس ندیدہ در جہاں از مادرے
۵	یاد آں صورت مرا از خود بُرد	ہر زماں مستم کند از ساغرے
۶	مے پریدم سُوئے کُوئے او مدام	من اگر داشتم بال و پرے
۷	ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال	لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
۸	سالکاں را نیست غیر از وے امام	رہرواں را نیست جُز وے رہبرے
۹	جائے او جائے کہ طیرِ قدس را	سوزد از انوارِ آں بال و پرے
۱۰	آں خداوندش بداد آں شرع و دیں	کاں نگردد تا ابد متغیرے
۱۱	او چہ مے دارد بمدحِ کس نیاز	مدحِ او خود فخرے ہر مدحت گرے
۱۲	اے خدا بر وے سلام ما رساں	ہم برا خوانش ز ہر پیغمبرے

ترجمہ:۔ ۱۔ وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا مبارک قدم ہے کہ اسکی ذات خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت بن کر آئی ہے۔

۲۔ اس کے مُنہ سے حکمت کا چشمہ جاری ہے اور اس کے دل میں معارف سے پُر ایک کوثر ہے۔

۳۔ وہ خدائے جلیل کی درگاہ کا پہلوان ہے اور اس نے بڑی شان سے کمر میں خنجر باندھ رکھا ہے۔

۴۔ وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اس سے دیکھیں وہ کسی نے اپنی ماں میں بھی نہیں پائیں۔

۵۔ اس کی یاد مجھے بے خود بنا دیتی ہے۔ وہ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتا ہے۔

۶۔ میں ہمیشہ اس کے کوچہ میں اُڑتا پھرتا اگر میں بال و پر رکھتا۔

۷۔ اس کے پاک نفس پہ ہر کمال ختم ہو گیا اس لیئے اس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا۔

۸۔ سالکوں کے لیئے اس کے سوا کوئی امام نہیں۔ راہ حق کے متلاشیوں کے لیئے اس کے سوا کوئی رہبر نہیں۔

۹۔ اس کا مقام وہ ہے جہاں جبریل کے اس مقام کے انوار کے باعث بال و پر جلتے ہیں۔

۱۰۔ اسکے خدا نے اُسے وہ شریعت اور دین عطا کیا جو کبھی بھی تبدیل نہ ہو گا۔

۱۱۔ اُسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت ہے۔ اس کی مدح ہر مدحت گر کے لیئے باعثِ فخر ہے۔

۱۲۔ اے خدا ہمارا سلام اُس تک پہنچا دے۔ نیز اس کے بھائی ہر پیغمبر پر۔

فیض احمد فیضؔ — ایک قومی شاعر

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ عید الفطر ۲۹ مئی ۱۹۸۷ء سے ایک اقتباس

"دنیا آج بھی ایسے ایسے مظالم سے بھری پڑی ہے کہ ان کا تصور کر کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مختلف ممالک میں مختلف نظریات کی خاطر ایک جد و جہد چل رہی ہے۔ مختلف قومیں مختلف قوموں سے آزادی کے حصول کی خاطر ایک عظیم الشان جد و جہد میں مبتلا ہیں اور ان پر جو مظالم ڈھائے جاتے ہیں ان کا فی الواقع کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود وہ خدا کے فضل کے ساتھ اور اس کی توفیق کے ساتھ اپنی ہمت اور اپنے صبر اور اپنے عزم کا سر بلند رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اکثر اپنے گیتوں میں اپنے درد کا اظہار کرتے ہیں یعنی قومی شاعر پیدا ہوتے ہیں جو ان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں، ان کے حالات سے ان کی دلی کیفیات سے دنیا کو آگاہ کرتے ہیں اور یہ قومی نغمے ان کے لئے سہارا بنتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک میں بھی مختلف وقتوں میں مذہب کی بناء پر نہیں بلکہ نظریات کی بناء پر ظلم کئے گئے تو کئی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے ان حالات کو بہت ہی پُر درد نظموں میں پرو دیا۔ اور ان صبر کرنے والوں کو فی الحقیقت اپنے شعروں کے ذریعہ ایک دائمی زندگی عطا کر دی۔ مثلاً فیض احمد فیضؔ بھی ایسے شعراء میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ وہ چونکہ خود ذاتی طور پر ان تجربوں سے گزرے ہوئے تھے اس لئے ظلم کے مقابل پر صبر کی جو جد و جہد چل رہی ہوتی ہے اس جد و جہد سے ان کو ایک ذاتی آشنائی تھی، وہ ان رستوں میں سے گزرے ہوئے تھے اس لئے ان کے شعروں میں ایک گہری سچائی بھی نظر آتی ہے۔ ان کی ایک مشہور نظم ہے جس کا عنوان ہے "نثار میں تیری گلیوں کے" اس میں وہ کہتے ہیں ؎

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

اور پھر چونکہ ان کو محض ان کے اصولوں اور نظریات کی وجہ سے قید کیا گیا اور زنداں خانوں میں کئی قسم کی اذیتیں دی گئیں تو آگے جا کر اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

بجھا جو روزنِ زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی

کہتے ہیں ایسی تاریک کوٹھڑی میں ہمیں قید کیا گیا ہے کہ دن اور رات کی تمیز کا کوئی ذریعہ میسر نہیں روزن سے جو ہلکی ہلکی روشنی چھن کر آتی ہے جب وہ روشنی

بجھ گئی تو ہم نے سوچا کہ اے فلک تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی۔ پھر کہتے ہیں ؎

چمک اُٹھے ہیں سلاسل تو ہم نے جانا ہے
کہ اب سحر تیرے رُخ پہ بکھر گئی ہوگی
غرض تصورِ شام و سحر میں جیتے ہیں
گرفتِ سایہ دیوار و در میں جیتے ہیں

یہ بڑی پُر درد نظم ہے اور جذبات کی بہت ہی سچی عکاسی کرنے والی ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے فیض کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا، ان کا کوئی خدا نہیں تھا جس پر وہ یہ نظر رکھتے کہ وہ اُن کو جزا دیگا۔ وہ ایک با اصول انسان تھے، اُن کے لیئے اگر کوئی سہارا تھا تو محض یہ تاریخی مطالعہ کہ با اصول لوگ ہمیشہ زندہ رہا کرتے ہیں خواہ وہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی۔ خواہ کوئی خدا اُن کو دیکھنے والا ہو یا نہ دیکھنے والا ہو۔ وہ خدا کی اس تقدیر کو سمجھتے تھے (گو اُس کی ذات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں تھا) کہ مظلوموں کو بہر حال فتح نصیب ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ وہ آگے اس مضمون کو کھول کر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

یونہی ہمیشہ اُلجھتی رہی ہے ظلم سے خَلق
نہ اُن کی رسم نئی ہے نہ اپنی ریت نئی
یونہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول
نہ ان کی ہار نئی ہے نہ اپنی جیت نئی

اس میں شاعرانہ مبالغہ تو ضرور ہے اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی خاطر بہت سے ظلم سہنے والے ایسے لوگ ہوئے ہیں جن کی آگ ان کو خاکستر کر دیتی ہے اور وہ آگ میں پھول نہیں کھلا سکتے، آگ میں پھول نہیں سجا سکتے، آگ کو پھولوں میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ کتنی ہی قومیں ہیں جو ظلموں کی چکی میں پیسی گئیں اور صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ چونکہ ان مظالم کا یا ان قوموں کے صبر کا خدا کی ذات سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لیئے وہ پیسی بھی گئیں اور فراموش بھی ہو گئیں۔ کتنے ہی افراد ہیں جن کو ظلموں کی آگ نے جلا کر خاکستر کر دیا۔ لیکن یہ بات بہر حال درست ہے کہ بعض آگوں میں پھول اُگا بھی کرتے ہیں اور پھول سجا بھی کرتے ہیں۔ بعض آگیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو خدائی تقدیر گلزار میں تبدیل کر دیا کرتی ہے۔ (الفضل ۳ مئی ۱۹۸۹ء)

(مرسلہ: مرزا خلیل احمد قمر)

کھجور

بقیہ صفحہ ۴۰

جائے۔ حضور اکرمؐ کو صحابہ کرامؓ نے کھجور، ککڑی یا کھیرے کے ساتھ نوش فرماتے دیکھا ہے۔ گرم موسم میں کھجور کا اس طرح استعمال یقیناً مفید ہے، کیونکہ کھجور کا مزاج قدرے گرم ہے جبکہ ککڑی یا کھیرا سرد ہے، اس لیئے ککڑی کھجور کی حدت کو معتدل کر دیتی ہے۔ گُردے اور مثانے کی پتھری نیز پیشاب کی سوزش میں مبتلا مریض اس ترکیب کے ذریعہ زیادہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں کیونکہ ان امراض میں کھجور کھیرا اور ککڑی مفید ہیں۔ یہ روایات بھی ملتی ہیں کہ حضورؐ نے کھجور اور خربوزہ ایک ساتھ تناول فرمایا یا کھجور کے ساتھ تل یا مکھن ملا کر نوش فرمایا۔ آپؐ کو غذاؤں میں حیس بہت پسند تھا حیس کھجور، مکھن اور دہی کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ یہ جسمانی طاقت کے لیئے مفید ہے ؛

(بشکریہ "رابطہ" اپریل ۱۹۸۹ء)

اِن لوگوں کو اب تُو ہی سنوارے تو سنوارے

دنیا میں یہ کیا فتنہ اُٹھا ہے مرے پیارے
ہر آنکھ کے اندر سے نکلتے ہیں شرارے

یہ مُنہ ہیں کہ آہنگروں کی دھونکنیاں ہیں
دل سینوں میں ہیں یا کہ سپیروں کے پٹارے

راتیں تو ہُوا کرتی ہیں راتیں ہی ہمیشہ
پر ہم کو نظر آتے ہیں اب دن کو بھی تارے

ہے امن کا داروغہ بنایا جنہیں تُو نے
خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے

اسلام کے شیدائی ہیں خونریزی پہ مائل
ہاتھوں میں جو خنجر ہیں تو پہلو میں کٹارے

سچ بیٹھا ہے اِک کونہ میں مُنہ اپنا چھپا کر
اور جھوٹ کے اُڑتے ہیں فضاؤں میں غبارے

ظلم و ستم و جَور بڑھے جاتے ہیں حد سے
اِن لوگوں کو اب تُو ہی سنوارے تو سنوارے

طوفان کے بعد اُٹھتے چلے آتے ہیں طوفان
لگنے میں نہیں آتی مری کشتی کنارے

(کلامِ محمود)

سائنس

ماحول میں آلودگی

(AIR POLLUTION,)

(محمد انعام الحق گِل۔ ایم ایس سی)

آجکل کُرہ ہوائی کے گرد OZONE کی تہہ میں کمی اور اس کے اثرات بیشتر اخباروں کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ آخر یہ کیا چیز ہے جو انسانی زندگی کیلئے اِس قدر ضروری ہے۔ اور کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ تہہ پتلی اور اس میں شگاف ہوتے جارہے ہیں۔

اوزون دراصل آکسیجن کی بہروپی شکل ہے جس میں آکسیجن کا ایک مالیکیول دو کی بجائے تین ایٹموں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا ایک غلاف ہمارے کرۂ فضائی کے اردگرد لپٹا ہوا ہے۔ فضائی آلودگی اِس تہہ میں کمی اور شگاف کا موجب ہے۔ آئیے اِسی پس منظر میں فضائی آلودگی کے محرکات اور نقصانات کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

جب کوئی طبعی، کیمیاوی یا حیاتیاتی تبدیلی انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر نقصان دہ اثرات چھوڑے تو اِس تبدیلی کو ماحول کی آلودگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایسی تبدیلی دوسرے جانداروں اور معاشرے کے مختلف اطوار پر بھی بُرے اثرات ڈالتی ہے۔ آلودگی عام طور پر کچھ مادی عناصر کی وجہ مثلاً گیسیں، پانی میں مختلف کیمیاوی مرکبات کی موجودگی، ٹھوس مواد اور کاغذ وغیرہ سے پیدا ہوتی ہے۔ تاہم چند غیر مادی اسباب مثلاً روشنی اور شور وغیرہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

ماحول میں آلودگی آج کے دور میں نہایت خطرناک عالمگیر مسئلہ بن چکی ہے۔ صنعتی ترقی اور شہری پھیلاؤ نے فضائی آلودگی کی رفتار کو اور بھی تیز کر دیا ہے۔ انڈسٹری سے خارج شدہ فاضل اور نقصان دہ مواد بہت بڑی مقدار میں مسلسل فضا میں شامل ہو رہا ہے اور یہ مقدار اتنی زیادہ ہے کہ فضا میں صفائی کا قدرتی نظام اِس تکدّر کو ختم کرنے میں ناکام ہو چکا ہے اِسی لئے بدترین آلودگی کے صنعتی مراکز میں پائی جاتی ہے۔

شہری علاقوں میں فضا میں آلودگی اِس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے سدِ باب کے لیے شہروں میں ہوائی آلودگی کنٹرول پراجیکٹ کا قیام ناگزیر ہوتا جارہا ہے آلودگی پیدا کرنے والے عناصر میں مسلسل اضافہ نے فضائی آلودگی کو ایک ایسا عالمگیر مسئلہ بنا دیا ہے جس کا فی الوقت کوئی حل موجود نہیں۔

ہمارے سیارے، زمین کی فضا، نظامِ شمسی میں اِس لحاظ سے لاثانی ہے کہ یہاں کی کیمیاوی اور طبعی

بناوٹ زندگی کے جنم کے لیئے انتہائی سازگار ہے فضا بنیادی طور پر چند گیسوں سے مل کر بنی ہے۔ ان میں نائٹروجن (۷۸ فی صد) اور آکسیجن (۲۰.۹۱ فی صد) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جبکہ کاربن ڈائی آکسائیڈ، آبی بخارات اور چند دوسری گیسیں (آرگان، ذی نان اور نی آن) معمولی مقدار میں فضا میں پائی جاتی ہیں۔ گو یہ تمام گیسیں نظر نہیں آتیں تاہم ان کی فضا میں فی صد ترکیب انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ فضا میں مندرجہ بالا عناصر کے علاوہ کسی اور عنصر کی موجودگی ہوائی آلودگی کا باعث بنتی ہے۔ گاڑیوں وغیرہ سے خارج ہونے والا دھواں، گرد و غبار کے ذرات، ہائیڈروکاربن مرکبات اور انڈسٹری کے ساتھ ساتھ فضا میں سلفر، کاربن مونو آکسائیڈ اور نائٹرک آکسائیڈ کی زیادتی بھی آلودگی کا سبب بنتی ہے۔

ہوائی آلودگی کے اسباب :-

بنیادی طور پر ہوائی آلودگی کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

(۱) قدرتی طور پر پیدا ہونے والی ہوائی آلودگی اور

(۲) انسانی ہاتھ کی پیدا کردہ ہوائی آلودگی۔

قدرتی آلودگی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں۔

(۱) طوفان اور آندھی وغیرہ سے اُڑنے والا گرد و غبار۔

(۲) آتش فشانی چٹانوں وغیرہ کے پھٹنے سے نکلنے والی گیس اور راکھ۔

(۳) سبزیوں اور پودوں کے گلنے سڑنے سے پیدا شدہ مواد۔

(۴) جنگلات کی آگ سے پیدا ہونے والا دھواں۔

(۵) ٹوٹ پھوٹ کے قدرتی عمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی گیسیں۔

یہ تمام عناصر اُس وقت ہی شدید فضائی آلودگی کا باعث بنتے ہیں جب ان کا ماخذ انسانی آبادی کے نزدیک ہو اور یہ بہت بڑی مقدار میں خارج ہوں قدرتی آلودگی بعض اوقات دوسری قسم کی آلودگی سے شدید تر ہو سکتی ہے تاہم اس کی اہمیت مجموعی طور پر بہت کم ہوتی ہے۔ کیونکہ :-

(ا) یہ ایک محدود علاقے میں پیدا ہوتی ہے۔

(ب) ان عناصر کے ماخذ عام طور انسانی آبادیوں سے بہت دُور ہوتے ہیں یا ان دونوں کے درمیان ناقابلِ عبور جغرافیائی عوامل حائل ہوتے ہیں۔

(ج) ان عناصر کا اخراج عام طور پر بتدریج ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ شدید آلودگی پیدا نہیں کر سکتے۔

انسانی ہاتھوں کی پیدا کردہ آلودگی :-

اس قسم کی آلودگی کا بنیادی سبب انڈسٹری کی ترقی اور ذرائع آمد و رفت میں ایندھن کا استعمال ہے۔ انڈسٹری سے خارج ہونے والا دھواں اور ناقابلِ استعمال کیمیاوی مرکبات کی فضا میں شمولیت آلودگی پیدا کرتے ہیں اور اسی طرح ذرائع آمد و رفت میں مائع ایندھن سے چلنے والی گاڑیوں کا استعمال فضا میں دھواں اور گرد و غبار پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔ آج کے دَور میں گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد آلودگی کا ایک مستقل سبب ہے۔

بڑے شہروں میں رہنے والے لاکھوں لوگ

اپنی دُنیاوی ضروریات مثلاً روشنی، گرم پانی اور
نقل و حمل وغیرہ کے لیئے کوئلے اور تیل کے محتاج
ہیں اور ان کا استعمال فضائی آلودگی میں اضافہ کرتا
ہے۔ جس کی وجہ سے آجکل کے بڑے بڑے شہر
اس کا بُری طرح شکار ہیں۔

فضائی آلودگی کے نقصانات:۔

ہوا میں آلودگی کے چند نقصانات درج ذیل
ہیں:۔

(۱) فضا میں موجود نقصان دہ عناصر سانس لیتے
وقت جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے
کچھ پھیپھڑوں پر جم جاتے ہیں، کچھ خون میں
شامل ہو کر اس کے مخصوص فعل میں رکاوٹ کا سبب
بنتے ہیں اور کچھ دل کے امراض اور عام کاہلی پیدا
کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

(۲) فضا میں دھوئیں، گرد و غبار اور مختلف کیمیاوی
مادوں کی موجودگی سورج سے زمین پر پہنچنے
والی حرارت میں قابلِ ذکر کمی کا باعث بن سکتی ہے
جو کہ زمین پر زندگی کے وجود کے لیئے ایک بہت
بڑا خطرہ ہو سکتا ہے۔

(۳) ہوا میں ان کیمیکلز کی شمولیت جو کہ اوزون
(OZONE) کی تہہ کی تباہی کا سبب بن سکتے ہیں
آج کے دَور کا سب سے بڑا خطرہ ہے۔ کیونکہ
اوزون کی تہہ سورج کی نقصان دہ شعاعوں کو
زمین پر پہنچنے سے روکتی ہے۔ اس تہہ میں شگاف
کی صورت میں سورج کی یہ شعاعیں زمین پر موجود
زندگی کے خاتمہ کا باعث ہو سکتی ہیں۔

(۴) فضائی آلودگی کا ایک اَور بہت بڑا نقصان تیزابی
بارش ہے جو کہ نائٹروجن اور سلفر کے آکسائیڈ کی
زمین پر پھوار کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ بارش
دریاؤں اور جھیلوں کے پانی کو زہریلا کر دیتی ہے
اور وہاں پر موجود آبی حیات کے خاتمے کا باعث
بن جاتی ہے۔ نیز ایسا پانی پینے کے قابل بھی نہیں رہتا۔

(۵) فضائی آلودگی فصلوں وغیرہ کے لیئے بھی نقصان دہ
ہے اور اسی طرح یہ پتھر کی قدیم عمارتوں کے لیئے
بھی ضرر رساں ہے۔

فضائی آلودگی کا تدارک:۔

ہوا کی آلودگی مکمل طور پر ختم نہیں کی جا سکتی تاہم اس
کو مزید پھیلنے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ
ذیل چند طریقے معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

ایندھن سے چلنے والی گاڑیوں میں استعمال ہونیوالے
ایندھن کی ترکیب میں ایسی تبدیلی لائی جائے کہ اس سے
خارج ہونے والا دھواں کم سے کم نقصان دہ ہو۔
اسی طرح ان گاڑیوں کے انجنوں میں ایسی تبدیلی لائی
جائے جو یہ نقصان دہ دھوئیں کو اندر ہی اندر دوبارہ
استعمال کر سکیں۔ اس کے علاوہ بجلی اور شمسی توانائی سے
چلنے والی گاڑیاں زیادہ تعداد میں بنائی جائیں۔ اسی
طرح صنعتی اداروں میں عام ایندھن کی بجائے بجلی،
قدرتی گیس اور نیوکلیائی توانائی کے استعمال کو رواج دیا جائے
فاضل مواد کو دوبارہ قابلِ استعمال بنانے کیلئے نئے نئے طریقے
دریافت کیئے جائیں تاکہ یہ فضا میں کم سے کم شامل ہوں۔
مندرجہ بالا طریقوں پر عمل کرنے سے ہم فضائی آلودگی کو
ایک خاص حد تک کنٹرول کر سکتے ہیں ٭

طب و صحت

کھجور

اس مختصر سے پھل میں طاقت و توانائی کا خزانہ بند ہے

کھجور کی افادیت اس بات سے ظاہر ہے کہ اگر ایک چھٹانک انار استعمال کریں تو ہمیں ۳۲ حرارے (کیلوریز) حاصل ہوں گے، ایک چھٹانک سیب کھائیں تو ۳۵ حرارے ملیں گے۔

ایک چھٹانک کیلے آپ کو ۸۶ حرارے فراہم کریں گے لیکن ایک چھٹانک کھجور کے بدلے آپ کو ایک سو ساٹھ حرارے حاصل ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس میں حیاتین الف، ب اور ج مناسب مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ اور پوٹاشیم، میگنیشیم، تانبا، گندھک، جست، آرسینک اور آئیوڈین جیسے اہم عناصر بھی موجود ہیں۔

طب کے ماہرین کے نزدیک کھجور کا مزاج گرم پہلے درجے میں اور تر پہلے درجے میں ہے۔ "پہلے درجے" سے مراد ہے "کسی قدر"۔ اگر کسی چیز کے بارے میں کہا جائے کہ یہ تیسرے یا چوتھے درجے میں گرم، سرد، خشک یا تر ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس شے میں گرمی یا متعلقہ کیفیت کی شدت زیادہ ہے۔ کھجور جسم کو طاقت دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اعصاب، دماغ، قلب اور معدے کے لیے تقویت کا باعث بنتی ہے۔ انسان کو جنسی اعتبار سے طاقتور بنانے میں بھی کھجور بہت معاون ثابت ہوتی ہے۔ جن افراد افراد میں آئیوڈین کی کمی ہوتی ہے، انہیں خاص طور پر کھجور استعمال کرنی چاہیئے۔

کھجور میں یہ خصوصیت بھی پائی جاتی ہے کہ یہ کمزور جسموں کو فربہ بناتی ہے۔ اس لیئے جو لوگ بہت دُبلے پتلے ہوں یا جن کا وزن کم ہو یا جنہیں سردی زیادہ لگتی ہو انہیں چاہیئے کہ وہ کھجور پابندی کے ساتھ کھایا کریں۔ ایسے افراد کے لیئے بہتر ہوگا کہ وہ پانچ عدد کھجوریں رات کو نیم گرم دودھ میں بھگو دیں اور صبح دودھ کو جوش دیکر یہ کھجوریں کھا لی جائیں اور اُوپر سے دودھ پی لیا جائے۔ اس طریقے سے کھجوریں دونوں وقت کھانے کے بعد بھی کھائی جا سکتی ہیں۔

کھجور عورتوں، مردوں اور بچوں کے لیئے یکساں طور پر مفید ہے اور اسے بلا جھجک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ خواتین کی بعض شکایات دُور کرنے کے لیئے بھی کھجور تجویز کی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "میرے نزدیک ایام کی تکلیف اور شدت

کے لیئے پکی ہوئی کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے"۔ کھجور ولادت کے عمل میں بھی مدد دیتی ہے۔ بچّے کی پیدائش میں اگر دشواری ہو رہی ہو تو کھجور کے سات دانے، گرم دودھ کے ساتھ کھلائے جائیں۔ اس طرح سہولت کے ساتھ بچّے کی ولادت ہو جاتی ہے۔ نوزائیدہ بچّوں کے ساتھ ایک بڑا مسئلہ انہیں ماں کے دودھ کی فراہمی ہے۔ بعض مائیں اپنے بچّے کو اپنا دودھ نہیں دے سکتیں کیونکہ وہ ناکافی ہوتا ہے۔ ایسی ماؤں کو چاہیئے کہ وہ دودھ کے ساتھ کھجور کا استعمال جاری رکھیں۔ کھجور دودھ پیدا کرنے والے خلیات کی پرورش کر کے انہیں فعّال بناتی ہے۔

امراضِ قلب میں بھی کھجور بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ روایت ہے کہ ایک صحابیؓ رسولؐ کے سینے میں درد اُٹھا، حضورؐ نے عجوہ (کھجور کی ایک قسم) کھجوریں ۱۲ عدد کٹھلیوں سمیت پیس کر پلانے کی ہدایت فرمائی۔ اس طرح اُن صحابیؓ کا درد دور ہو گیا۔ اب کھجور پر جو جدید تحقیق ہوئی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ کھجور میں پائے جانے والے معدنی نمکیات قلب کی حرکات کو منظم رکھتے ہیں۔ دل کے سکڑنے اور پھیلنے میں کیلشیم کا بڑا دخل ہے۔ اگر روزانہ پانچ سات دانے کھجور کے کھائے جائیں تو یہ دن بھر کے لیئے ہمارے جسم کی کیلشیم کی ضرورت پوری کر دیں گے۔ پھر کھجور کے استعمال سے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس طرح خون میں کولسٹرول کی مقدار نہیں بڑھتی۔ کولسٹرول کی مقدار خون میں بڑھ جائے تو دل کے دَورے کا باعث بن سکتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لیے کھجور ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ چونکہ اس میں موجود لحمیات، حیاتین اور معدنی نمکیات دماغ اور اعصاب کو طاقت بخشتے ہیں۔ اس کے متواتر استعمال سے نسیان (بھولنے کی بیماری) سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھوں اور پیروں میں رعشہ (کپکپاہٹ) ہو وہ بھی کھجور کی مدد سے اس شکایت سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ یہ رعشہ بڑھاپے کی وجہ سے نہ ہو۔

کھجور بلغم کو خارج کر کے کھانسی میں فائدہ پہنچاتی ہے اگر اسے پابندی سے استعمال کیا جائے تو یہ پھیپھڑوں کی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ پھیپھڑے عام طور پر بار بار کھانسی کے حملوں یا نمونیہ کے بعد کمزور ہو جاتے ہیں۔ بعض بچّوں کے پھیپھڑے پیدائشی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔ دمہ حساسی (الرجک استھما) کی وجہ سے بھی پھیپھڑے کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی خشکی بڑھ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں بہتر ہو گا کہ دس عدد کھجوروں کو (گٹھلی الگ کر کے) باریک پیس لیا جائے اور ایک اونس سفید مکھن (بغیر نمک والا) میں ملا کو نصف مقدار صبح نہار منہ اور بقیّہ نصف مقدار شام چار یا پانچ بجے نوش کر لی جائے۔ خیال رہے کہ اس کے فوراً بعد پانی نہ پیا جائے کھجوریں موجود گندھک جراثیم کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ زخموں کو بھرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے بلغمی کھانسی میں چھوہارے اور ادرک کو منہ میں ڈال کر چوسا جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔

جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ کھجور میں زہر کو بے ضرر بنانے کی خاصیت موجود ہے۔ وہ زہر کو ایسی کیمیائی شکل دے دیتی ہے جو جسم کیلیئے نقصان دہ نہیں ہوتی۔ ساتھ ہی یہ جسم میں ایسا ماحول بھی پیدا کرتی ہے جس سے زہر کے خلاف جسم کی قوّتِ مدافعت بڑھ

ذہن میں یوں تو وہ حُسنِ بے مثال آجائے ہے
راہ میں لیکن سرابِ ماہ وسال آجائے ہے

تب شکن آلود ہو جائے ہے منظر کی جبیں
اس کے چہرے پر ذرا سا جو ملال آجائے ہے

اِک اُجالا پھیلتا جاتا ہے اپنے چار سُو
اُس کا لمسِ جاوداں بن کر سوال آجائے ہے

ریت پر صورت گری کرتی ہے کیا بادِ جنوں
کِس کو چھُو کر آئی ہے کِس کا خیال آجائے ہے

چاند نکلے ہے تو اُس کی ہر کرن تیرا وجود
دسترس میں اپنی اُس دم وہ غزال آجائے ہے

ہجر کی محمل کا تیری ساربان ہوتا فہیمؔ!
دل کی بس اِس آس پر اُسکو خیال آجائے ہے

(سیّد محمود احمد فہیمؔ)

کب اور کیسے؟

(مرسلہ: منصور طاہر ایم۔ ایس سی)

نام "انکل سام" کیسے شروع ہوا؟

انکل سام کا لفظ متحدہ امریکہ کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بات بظاہر ناقابلِ یقین ہے کہ یہ (NICKNAME) حادثاتی طور پر وجود میں آیا۔ دراصل ایک غیر معروف آدمی کا نام "UNCLE SAM WILSON" تھا۔ وہ ۱۳ ستمبر ۱۷۶۶ء کو آرلنگٹن میں پیدا ہوئے۔ اس کے والدین اور بڑے بھائیوں نے انقلاب میں حصہ لیا۔ سام بھی ۱۴ سال کی عمر سے لے کر جنگ کے آخر تک اس میں شریک رہا۔ وہ بعد میں ٹرائے نیویارک میں منتقل ہو کر گوشت کے کاروبار میں مشغول ہو گیا۔

۲ اکتوبر ۱۸۱۲ء کو نیویارک کے گورنر ڈانئیل ڈی ٹامپکنز چند دوسرے احباب کے ساتھ اُس کی فیکٹری کے معائنے کے لیئے آئے اور اُس سے گوشت کے ڈرموں پر لکھے ہوئے لفظ "EA-US" کے متعلق دریافت کیا۔

ایک کارکن نے بتایا کہ EA کا مطلب ELBERT ANDERSON ہے جو کہ اُس ٹھیکیدار کا نام ہے جس کے لیئے انکل سام کام کرتا ہے۔ اور مزاحیہ رنگ میں مزید یہ کہا کہ US کا مطلب (جو کہ دراصل یونائٹڈ سٹیٹس کا مخفف تھا) "انکل سام" ولسن ہے۔

اِس واقعہ کی کہانی ۱۲ مئی ۱۸۳۰ء کے اخبار "نیویارک گزٹ اینڈ جنرل ایڈورٹائزر" میں شائع ہوئی اور انکل سام ایک محنت کش امریکن محبِ وطن کی علامت بن گیا۔ چنانچہ اِس قسم کے آدمی کے لیئے "انکل سام" کا لفظ استعمال ہونا شروع ہو گیا۔

جنگ کے خاتمے پر ۱۸۱۲ء میں "انکل سام" حکومت اور قوم کے کردار کی عظمت کا نشان بن گیا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں کانگریس نے ایک قرارداد کے ذریعے "انکل سام" ولسن آف ٹرائے کو "امریکی قومی نشان کا جدِامجد" (PROGENITOR) ٹھہرایا۔

اپریل فول کیوں منایا جاتا ہے

بعض چھٹیوں، رسوم اور روایات کا پتہ چلانا بہت مشکل ہے۔ لوگ یہ سب کچھ مناتے تو ہیں مگر وضاحت نہیں کر سکتے کہ کیوں منا رہے ہیں۔ اپریل فول کے آغاز کے بارہ میں بھی کئی ایک روایات ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ تمام دنیا میں اپریل فول کی نوعیت کا دن ہر جگہ منایا جاتا ہے۔ اس دن ہمسایوں

اور عزیز رشتہ داروں کے ساتھ عملی مذاق کے طور پر انہیں غلط ملط تحفے دینے اور غلطیاں کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

اپریل فول کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ فرانسیسیوں کی ایجاد ہے۔ جب کیلنڈر کی اصلاح کی گئی تو سب سے پہلے فرانس نے اسے اپنایا۔ چارلس نہم نے ۱۵۶۴ء میں ایک حکم جاری کیا کہ نیا سال یکم اپریل کی بجائے یکم جنوری سے شروع ہوگا۔ اُس وقت تک نئے سال کے تحائف یکم اپریل کو ہی دیئے جاتے تھے۔

چنانچہ چارلس کے حکم کے تحت یہ تحائف یکم جنوری کو دیئے جانے لگے۔ مگر بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے یہ نئی تبدیلی ماننے سے انکار کر دیا۔ تب دوسرے لوگوں نے اُن کا مذاق اُڑایا اور وہ یہ مذاق اِس طرح کرتے کہ انہیں یکم اپریل کو نئے سال کی خوشی میں جھوٹی دعوتوں پر بلایا جاتا تھا۔ بالفاظِ دیگر وہ لوگ اپریل فول کہلاتے جو کہ یکم اپریل کو نئے سال کا آغاز گردانتے۔ اس رسم کا آغاز ان لوگوں کو جھوٹے تحائف اور دعوتیں دینے سے ہوا تھا۔

پہلا فائر بریگیڈ کیا تھا؟

پہلے پہل کوئی باقاعدہ آگ بجھانے والے نہ تھے۔ جب کسی گھر کو آگ لگ جاتی تو سبھی لوگ آگ بجھانے کا کام کرتے۔ لوگ بالٹیوں کے ساتھ متاثرہ گھر سے لے کر کنوئیں یا دریا تک ایک لائن میں کھڑے ہو جاتے اور ایک دوسرے کو پانی سے بھری بالٹی تھماتے جاتے۔

۱۶۶۶ء میں لندن میں ایک دفعہ آگ نے سینٹ پال کیتھڈرل سمیت ۱۳۰۰۰ عمارتوں کو خاک میں ملا دیا۔ چنانچہ انگریزوں نے ہاتھوں سے چلائے جانے والے پمپ بنانا شروع کیئے جن سے ایک نل کے ذریعے پانی چھڑکا جاتا تھا۔ شہری ان رضا کار فائر کمیٹیوں میں شریک ہونا شروع ہوئے۔ ان رضا کاروں کا وعدہ ہوتا تھا کہ جہاں پر ضرورت ہوگی یہ اپنا تمام کام چھوڑ کر وہاں پہنچ جائیں گے۔

آگ بجھانے کے سامان کے حصول اور ایسے آدمی جو کہ رات کو گلیوں میں گھوم پھر کر لوگوں کو آگ کو جلتے رکھنے سے منع کرتے تھے کے لیئے شہری آبادی باقاعدہ اخراجات ادا کرتی تھی۔

انشورنس کمپنیوں نے اپنی بیمہ شدہ عمارتوں کے بچاؤ کیلئے آگ بجھانے والا عملہ ترتیب دیا لیکن یہ دوسرے لوگوں کی مدد کو شاذو نادر ہی پہنچے۔

۱۸۳۵ء میں نیویارک سٹی نے اپنا پہلا آگ بجھانے والا عملہ قائم کیا۔ اس کے چار ارکان تھے جن کو ۲۵۰ ڈالر سالانہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ اگلے سال ان کی تعداد چالیس ہوگئی اور ان کو فائر پولیس کا نام دیا گیا۔ ۱۸۵۰ء میں نیویارک میں سب سے پہلا آگ گھر بنایا گیا۔

آج امریکہ میں پیشہ ور آگ بجھانے والوں سے لیس ایک ہزار فائر بریگیڈ کام کر رہے ہیں۔ اور علاوہ ازیں ڈیڑھ ہزار کے قریب ایسے ہیں جو کہ جزوی ادائیگی پر فری خدمت کرتے ہیں۔ صرف امریکہ میں پیشہ ور آگ بجھانے والوں کی تعداد ۸۰۰۰۰ سے زیادہ ہے اور ۸۰۰۰۰۰ سے زیادہ رضا کار کام کرنے والے ہیں۔

پرفیوم اسپرے بنانے کا طریقہ

پرفیوم اسپرے بنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔ تمام پرفیوم کلون میں ۸۰ فیصد اسپرٹ اور ۲۰ فیصد اصل پرفیوم ہوتی ہے۔ اسپرٹ کا بے رنگ و بے بو ہونا ضروری ہے۔ عام طور پر اسپرٹ کی تین اقسام ہوتی ہیں۔ ۱۔ کلوروفام اسپرٹ ۲۔ ریکٹیفائڈ اسپرٹ ۳۔ میتھیلٹ اسپرٹ۔ پرفیوم کی تیاری میں کلوروفام اسپرٹ کا استعمال بہتر ہوتا ہے جب کہ میتھیلٹ اسپرٹ قطعاً استعمال نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ ٹیکنیکل گریڈ کی ہوتی ہے۔

پرفیوم بنانے کے لیئے گھر میں پڑی ہوئی کسی بھی پڑی ہوئی پرفیوم کی خالی بوتل لیں۔ یہ بوتلیں دو اقسام کی ہوتی ہیں۔ ایک سیل بند دوسری چوڑی دار (اسکرو) ایک اندازے کے مطابق یہی بوتلیں جو آپ چند پیسوں کے عوض کباڑیوں کے ہاتھوں فروخت کر دیتے ہیں انہی پر نقلی پرفیوم بھری جاتی ہے اور یہ دوبارہ مارکیٹ میں آ جاتی ہے۔ یہ کہنا درست ہے کہ جب تک بوتل ٹوٹ نہیں جاتی شہروں اور قصبوں تک میں گردش کرتی رہتی ہے۔

آپ گھر میں پڑی ہوئی چوڑی دار بوتل لیں اس کو کھولیں اور اندازے سے ۸۰ فیصد کلوروفام اسپرٹ اور ۲۰ فیصد اصل یعنی کنسنٹریٹڈ ملائیں۔ یہ پرفیوم المونیم کی چھوٹی چھوٹی بوتلوں میں ملتا ہے اور سوئٹزرلینڈ کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ ایک اونس کی بوتل چالیس روپے کی ملتی ہے اور ایک بوتل پرفیوم کی تیاری میں آپ صرف آدھا اونس کنسنٹریٹڈ پرفیوم ڈالیں گے اور تین اونس اسپرٹ ہوگی۔ اسپرٹ کی بوتل بازار میں اٹھارہ روپے میں مل جاتی ہے۔ آپ کو اس کا صرف تین اونس حصہ استعمال کرنا ہے جو کہ پرفیوم کی تیاری میں استعمال ہونے والی بوتل کا ۸۰ فیصد ہوگا۔ جب آپ بوتل میں پرفیوم اور اسپرٹ ڈال لیں تو چوڑی دار بوتل کے ڈھکنے کو بند کر دیں اور پمپ کو دو تین مرتبہ پمپ کریں آپ کی حسب منشاء پرفیوم تیار ہو گیا۔ آپ کنسنٹریٹڈ پرفیوم اپنی مرضی سے خرید سکتے ہیں یعنی لونڈم بروٹ، ٹی روز وغیرہ۔

اگر آپ کسی سیل بند بوتل میں پرفیوم بھرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ بوتل پر لگے ہوئے پمپ کا کیپ اُتار لیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک باریک نلی بڑی نلی میں پیوست ہے۔ چھوٹی نلی کے اُوپر اگر آپ انگلی رکھیں تو وہ پمپ ہوتی ہے۔ چھوٹی نلی کے اُوپر انجکشن کی اُتری ہوئی سوئی لگائیں۔ انجکشن میں اسپرٹ بھریں اور سوئی اس میں پیوست کر دیں۔ اس کے ذریعے پہلے بوتل میں پرفیوم بھریں پھر اسپرٹ ڈالیں۔ یاد رکھیے کہ جب انجکشن چھوٹی نلی میں پیوست کریں تو اس نلی کو نیچے سے دبائیں تب ہی اسپرٹ یا پرفیوم بوتل میں جائے گی ورنہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا

وحدت کالونی لاہور :-

۵۰۰/- روپے کا اشتہار "خالد" کے لئے حاصل کر کے بھجوایا گیا۔

شعبہ اصلاح وارشاد

لانڈھی کورنگی کراچی :-

۱۷ تا ۲۴ فروری ضلعی پروگرام کے تحت ہفتہ اصلاح وارشاد منایا گیا۔ ہفتہ کا آغاز نمازِ تہجد با جماعت سے ہوا اور دورانِ ہفتہ داعیانِ خصوصی کی تربیتی کلاس منعقد کی گئی۔ نماز باجماعت کی ادائیگی اور حضور ایدہ اللہ کو دعائیہ خطوط لکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی اور جماعت احمدیہ کراچی کے تحت ایک شاندار جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا گیا۔ ان تمام پروگراموں میں خدام نے بھرپور شرکت کی اور بعض غیر از جماعت دوستوں کو بھی مدعو کیا۔

وحدت کالونی لاہور :-

ماہ فروری کے دوران ہفتہ اصلاح وارشاد منایا گیا۔ ۸۶ غیر از جماعت احباب کو خطبات سنائے گئے۔ جبکہ ایک بیعت بھی کروائی گئی۔

شعبہ وقارِ عمل

مجلس لطیف آباد :-

۱۷ فروری کو یوم صفائی منایا گیا۔ خدام نے نہ صرف اپنے گھروں کی صفائی خود کی بلکہ دیگر گھریلو کام مثلاً کھانا پکانا، برتن دھونا، کپڑے دھونا وغیرہ بھی خود انجام دیئے۔ اس طرح خدام کی ایک کثیر تعداد نے یہ دن بھرپور طریقے سے منایا۔ اسی طرح مورخہ ۲۴ فروری کو ایک اجتماعی وقارِ عمل کے ذریعہ جلسہ یوم مصلح موعود کے لئے مقررہ جلسہ گاہ کی صفائی وغیرہ کی گئی۔ یہ وقارِ عمل اڑھائی گھنٹے جاری رہا اور ۴۵ خدام و اطفال نے شرکت کی۔

وحدت کالونی لاہور :-

۹ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ایک مثالی وقارِ عمل ہوا جس میں مجلس کے ۱۴۷ خدام نے حصہ لیا۔

محمود آباد جہلم :-

۳ فروری کو وقارِ عمل کیا گیا جس میں ۲۰ خدام اور ۱۰ اطفال نے حصہ لیا۔

اورنگی ٹاؤن کراچی :-

۷ فروری کو ۱۳ خدام نے بیت الطاہر کی سفیدی اور رنگ وروغن کیا۔

شعبہ اعتماد

مجلس لطیف آباد :-

۳ اجلاس عاملہ اور ۳ اجلاس عام منعقد ہوئے۔

واہ کینٹ :- فروری میں مجلسِ عاملہ کے ۴ اجلاس منعقد ہوئے۔

میرا بھرٹ کا ضلع میرپور آزاد کشمیر :-
ایک اجلاس عاملہ اور ایک عام اجلاس ہوا۔

لانڈھی کورنگی کراچی :- دو اجلاساتِ عاملہ اور ایک اجلاسِ عام ہوا۔ اجلاسِ عام میں ۳۶ خدام اور ۸ اطفال نے شرکت کی۔

وحدت کالونی لاہور :- جنوری میں مجلس اور حلقہ جات کے ۱۳ اجلاساتِ عام اور ۲۲ اجلاساتِ عاملہ ہوئے۔

محمود آباد جہلم :- یکم فروری کو مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا اور ۱۰ فروری کو اجلاسِ عام ہوا۔

شعبہ تربیت

مجلس لطیف آباد :- ۴۴ خدام نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعائیہ خطوط لکھے۔ ۲۱ خدام نے نفلی روزہ رکھا۔

واہ کینٹ :- مکرم مربی صاحب اور قائد صاحب کے ہمراہ تین حلقوں کا دورہ کیا گیا اور خدام کو بالخصوص نماز باجماعت کی تلقین کی گئی۔

میرا بھرٹ کا ضلع میرپور آزاد کشمیر :- فروری میں ایک نفلی روزہ رکھا گیا۔

وحدت کالونی لاہور :- جنوری میں دو سیرۃ النبیؐ کے جلسے ہوئے اور ۱۳ محافلِ سوال و جواب منعقد کی گئیں جن میں ۵۴ غیر از جماعت دوست شامل ہوئے۔

یکم تا سات جنوری ہفتہ تربیت منایا گیا۔ ۵ عدد تربیتی کلاسز منعقد کی گئیں اور صلوٰۃ کمیٹیوں کے تین اجلاس ہوئے۔ اب تک ۱۲۲ خدام وقفِ عارضی میں حصہ لینے کے لیئے فارم پُر کر چکے ہیں جو مرکز میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔ ۲۰۳۱ خدام نے دعائیہ خطوط لکھے مجلس کا سالانہ اجتماع ۹ اور ۱۵۔۱۶ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہوا۔

محمود آباد جہلم :- فروری میں خدام و اطفال نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے۔

اورنگی ٹاؤن کراچی :- ۱۸ فروری کو بیت الحمد مارٹن روڈ میں مرکزی طور پر منعقد ہونے والے جلسہ سیرۃ النبیؐ میں مجلس ہذا کے ۱۴ خدام شامل ہوئے۔ اسی طرح مرکزی جلسہ یوم مسیح موعود میں ۳۵ خدام شامل ہوئے۔ مجلس کے سو فیصد خدام کو شرائط بیعت سلسلہ بلاناغہ مطالعہ کرنے کی تلقین کے ساتھ تقسیم کیں۔

قیادت ضلع فیصل آباد کی پہلی سہ ماہی کی مجلسی مساعی کے اعداد و شمار

۱۔ کارکنانِ ضلع کے تربیتی دورہ جات	۲۷۱
۲۔ موصولہ ماہانہ رپورٹس مجالس :	۱۲۹
۳۔ مجالس میں ہونے والے تربیتی اجلاسات :	۵۷

۴۔ دورہ جات میں کارکنانِ ضلع کا سفر: ۴۷۲۱ کلومیٹر

۵۔ ماہ دسمبر اور جنوری میں مجالس مذاکرہ: ۲۹

۶۔ مطالعاتی دورہ ماہ دسمبر، جنوری: ۸ وفود، ۴۷ مہمان

۷۔ جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ " " : ۱۲ مجالس میں

۸۔ وڈیو کیسٹ پروگرام " " : ۱۰ مقامات ۱۶ پروگرام

۹۔ میڈیکل کیمپ : ۲۳۰ مریضوں کا مفت علاج

۱۰۔ خدمت اسیرانِ جیل : ۳۳۷۸ روپے

مجالس خدام الاحمدیہ ضلع فیصل آباد کو ماہ فروری ۱۹۸۹ء میں درج ذیل خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔

۱۔ ۳ اجلاساتِ عاملہ اور ایک ایک اجلاس قائدینِ مجالس ہوا۔

۲۔ ۱۷ کارکنانِ ضلع نے ۲۸ مجالس کے ۳۸ دورے کیئے۔ ۹۶۲ کلومیٹر سفر طے کیا۔

۳۔ مجالس میں تربیتی اجلاسات منعقد ہوئے۔

۴۔ روٹری کلب فیصل آباد کے معزز اراکین معہ اہل خانہ ۵۱ افراد نے ربوہ کا مطالعاتی دورہ کیا۔ ہماری عاملہ کے ایک رُکن اُن کے ہمراہ رہے۔

۵۔ ۱۳ مقامات پر جلسہ پیشگوئی (مصلح موعود) میں کارکنانِ ضلع شامل ہوئے۔

۶۔ داعیانِ الی اللہ کے لیئے ۷ مجالس سوال وجواب منعقد ہوئیں۔

۷۔ مرکز میں ہونے والے کبڈی ٹورنامنٹ کے لیئے چھ کھلاڑی ربوہ گئے۔

۸۔ کارکنانِ ضلع اور قائدین مجالس نے چھانگا مانگا اور گلشنِ اقبال لاہور میں پکنک منائی۔

۹۔ میڈیسن بنک کا قیام عمل میں آیا جس کے ذریعے میڈیکل کیمپ میں ضرورتمند مریضوں کو مفت دینے کے لیئے ادویات جمع کی جائیں گی۔

قیادت ضلع لاہور کی پہلی سہ ماہی کی سرگرمیاں

بابت ماہ نومبر ۱۹۸۸ء تا جنوری ۱۹۸۹ء

شعبہ اعتماد:۔

اجلاسات:۔ نومبر تا جنوری میں ضلعی عاملہ کے کُل ۸ اجلاسات ہوئے۔

عمومی تعداد دورہ جات:۔ (قائد صاحب ضلع و ناظمین و نگران ضلع) ۱۲۲۔

کُل فاصلہ جو طے کیا گیا: (قائد صاحب ضلع و ناظمین و نگران ضلع) ۳۵۳۴ کلومیٹر۔

۱۰۰ فیصد ۲۵/۲۵ مجالس کے دورے ہوئے۔

شعبہ اعتماد کے تحت خصوصی کام: شعبہ اعتماد ضلع نے معتمدین کی ایک تربیتی میٹنگ کا اہتمام کیا جس میں قائدین و نائب قائدین مجالس کو بھی شریک کیا گیا۔ مرکز سے مکرم شمیم پرویز صاحب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اس میٹنگ کی صدارت فرمائی۔

شعبہ تربیت:۔

ضلع میں کل تعداد بیوت:۔ ۱۳

ضلع میں کل تعداد نماز سنٹر:۔ ۹۲

تعداد نماز تہجد جو ادا کروائی گئی:۔ ۳۹

تعداد نفلی روزے ۲۴

تعداد دعائیہ خطوط حضور اقدس:۔ ۲۰۲۱

تعداد وقف عارضی جو مرکز کو بھجوائے گئے:۔ ۳۸۶

تعداد تربیتی کلاسز:۔ ۹

شعبہ تعلیم:۔

مطالعہ کتب میں شامل مجالس ۲۵/۲۵

مطالعہ کرنے والے خدام کی تعداد　۱۰۲۰

شعبہ خدمت خلق :-

تعداد ونگ بلینک :- ۹ مجالس ہیں

تعداد مجالس جہاں بلڈ گروپنگ ہو چکی ہے :-
شہری ۱۰۰ فیصد مجالس

تعداد خدام جن کی بلڈ گروپنگ ہو چکی ہے :-
۱۰۴۵ خدام

۴۵ خدام نے ۶۳ بوتل خون دیا۔ ۲۱۵۷۰ بیماروں کی دیکھ بھال کی گئی۔

۶ خدام کو ملازمت دلائی گئی۔

شعبہ اطفال :-

۱۰۰٪ مجالس اطفال چندہ ۱۰۰٪ ادا کر چکی ہیں۔
۱۰۰٪ مجالس بجٹ اطفال تشخیص کو کے مرکز کو بھجوا چکی ہیں۔

ناظم اطفال ضلع نے ۱۸ مجالس میں ۲۴ دورے کیئے۔

شعبہ اشاعت :-

ضلع میں آنے والے رسالہ "خالد" کی تعداد : ۱۲۵۵
ضلع میں آنے والے رسالہ "تشحیذ الاذہان" کی تعداد : ۶۵۵
پہلی سہ ماہی میں نئے "خالد" کی تعداد : ۱۵۵
پہلی سہ ماہی میں نئے "تشحیذ الاذہان" کی تعداد : ۸۰

شعبہ وقار عمل :-

۲۳۱ اجتماعی وقار عمل ہوئے۔
۷۲۰ خدام شریک ہوئے۔
۶ گھنٹے صرف ہوئے۔

شعبہ صحت جسمانی :-

ضلع میں ۶ کھیلیں جاری ہیں۔
۳۷ ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔
۱۱ سائیکل سفر ہوئے۔

MONTHLY KHALID RABWAH
Regd. No. L5830 JUNE 1989